13

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا 34واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

9 تا 15 شوال المکرم 1446ھ / 8 تا 14 اپریل 2025ء

اس شمارے میں

مبارک عید؟؟؟

امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کا خطابِ عید

رمضان، قرآن، پاکستان اور فلسطین

قحط الرجال

ماہِ رمضان کے بعد ہمارے معمولات زندگی

رمضان کے بعد والی زندگی!

رمضان کے بعد

رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ، رمضان، آخرکار گزر گیا۔ مگر اپنے پیچھے یہ سوال چھوڑ گیا کہ ہمیں اس کی رحمتوں و برکتوں سے کتنا فیض حاصل ہوا؟ اس سوال کا حقیقی اور زندہ جواب رمضان کے بعد کے ایام میں سامنے آجاتا ہے۔

لوگوں کی غالب اکثریت عید کے چاند کی اطلاع کے ساتھ ہی رمضان کی برکات کو فراموش کردیتی ہے۔ ان کے لیے عید کے ایام خوشی کے نہیں غفلت کے ایام بن جاتے ہیں۔ نمازوں کی پابندی ختم، قرآن مجید کی تلاوت سے فراغت اور یادالٰہی، ذکر و دعا سے صبح و شام خالی ہوجاتے ہیں۔

رمضان کے بعد نفلی عبادات میں کمی اتنا بڑا سانحہ نہیں مگر ان سے بالکل ہاتھ اٹھالینا، گناہوں پر دلیر ہوجانا اور فرائض کا ترک کردینا اس بات کی علامت ہے کہ رمضان میں نظر آنے والی نیکی ایک درجہ میں شاید موسمی بخار یا مذہبی فیشن کی ایک شکل تھی۔ یہ کسی حقیقی معرفت، احساس اور ایمان کے نتیجے میں پیدا نہیں ہوئی تھی۔ حدیث کے مفہوم کے مطابق ایسے روزے ایمان و احتساب کے بغیر رکھے گئے اور ایسی شب بیداری ایمان و احتساب کے بغیر کی گئی۔ چنانچہ یہ روزے اور شب بیداری انسان میں حقیقی تبدیلی نہ لاسکے۔ یہ موسمی بخار تھا جو اتر گیا۔ مذہبی فیشن تھا جو وقت کے ساتھ رخصت ہوگیا۔ اگر ایمان حقیقی ہوتا اور احتساب ہوتا تو کچھ نہ کچھ بہتری ضرور آتی۔ کچھ نئے اہداف طے ہوتے۔ کچھ کمزوریاں رخصت ہوتیں۔ زندگی میں بہتری ضرور آتی۔

سو اگر رمضان میں بھی ہم نے اپنا احتساب نہیں کیا تو رمضان کے بعد ہی سہی، ایمان کے تھرمامیٹر سے اپنا درجہ حرارت ضرور دیکھیے۔ یہ موسمی بخار تھا تو اتر گیا ہوگا۔ ورنہ ایمانی حرارت نے عمل میں ضرور بہتری پیدا کی ہوگی۔ ان شاءاللہ!

ابویحییٰ
کے کالم سے اقتباس

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دعوت

سورۃ العنکبوت | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 16، 17

وَ اِبۡرٰہِیۡمَ اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِہِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اتَّقُوۡہُ ؕ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۶﴾
اِنَّمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَوۡثَانًا وَّ تَخۡلُقُوۡنَ اِفۡکًا ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ
اللّٰہِ لَا یَمۡلِکُوۡنَ لَکُمۡ رِزۡقًا فَابۡتَغُوۡا عِنۡدَ اللّٰہِ الرِّزۡقَ وَ اعۡبُدُوۡہُ وَ اشۡکُرُوۡا
لَہٗ ؕ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۷﴾

آیت ۱۶: ﴿وَ اِبۡرٰہِیۡمَ اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِہِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اتَّقُوۡہُ ؕ﴾ ’’اور ابراہیمؑ کو (بھی رسول بنا کر بھیجا) جب اُس نے کہا اپنی قوم سے کہ اللہ کی بندگی کرو اور اُس کا تقویٰ اختیار کرو۔‘‘

﴿ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۶﴾﴾ ’’یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔‘‘

آیت ۱۷: ﴿اِنَّمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَوۡثَانًا وَّ تَخۡلُقُوۡنَ اِفۡکًا ؕ﴾ ’’جن کو تم پوج رہے ہو اللہ کو چھوڑ کر یہ تو محض بت ہیں، اور تم ایک جھوٹ گھڑ رہے ہو۔‘‘

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ لَا یَمۡلِکُوۡنَ لَکُمۡ رِزۡقًا فَابۡتَغُوۡا عِنۡدَ اللّٰہِ الرِّزۡقَ﴾ ’’جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا وہ تمہیں رزق دینے کا کچھ اختیار نہیں رکھتے، پس تم اللہ ہی کے پاس رزق کے طالب بنو۔‘‘

﴿وَ اعۡبُدُوۡہُ وَ اشۡکُرُوۡا لَہٗ ؕ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۷﴾﴾ ’’اور اُسی کی بندگی کرو اور اُسی کا شکر ادا کرو۔ اُسی کی طرف تم لوٹا دیے جاؤ گے۔‘‘

درس حدیث

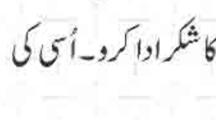

شوال کے چھ روزے

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَہٗ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ کَانَ کَصِیَامِ الدَّھْرِ))
(رواہ مسلم)

حضرت ابوایوب انصاری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے رمضان کے روزے رکھ کر اس کے پیچھے (بعد) شوال کے چھ روزے رکھ لیے، تو گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھ لیے!‘‘

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

9 تا 15 شوال 1446ھ — جلد 34
8 تا 14 اپریل 2025ء — شمارہ 13

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: رضاء الحق

مجلس ادارت: ● فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری ● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چونگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرون ملک 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مبارک عید؟؟؟

اس مرتبہ عید الفطر ایک مخمصہ اور گومگو کی کیفیت میں گزر گئی۔ غزہ کے معصوم بچوں، عورتوں اور بوڑھوں پر جاری بدترین صہیونی ظلم اور اس پر مسلم ممالک کی بے حسی بلکہ اسرائیل ہی کے پلڑے میں اپنا وزن ڈالنے پر عید کی مبارک باد دی بھی کیسے جا سکتی تھی! رمضان المبارک اور عید الفطر کے موقع پر زمینی حقائق تو یہ تھے کہ مسلم ممالک خصوصاً عربوں نے غزہ کے مسلمانوں کے ساتھ ہونے والے وحشیانہ ظلم پر چپ سادھے رکھی۔ یہ وہی عرب ممالک ہیں جو تقریباً ایک ماہ قبل امریکی صدر ٹرمپ کی دھمکی کے بعد بھاگم بھاگ مصر میں اکٹھے ہوئے اور اسرائیلی خواہشات کی عین مطابق غزہ سے مجاہدین کے مکمل صفایا اور ایک کٹھ پتلی حکومت قائم کرنے پر اتفاق کیا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہمارا فلسطین جن حالات سے دوچار ہے اس پر دل بہت بھاری اور ندامت و شرمساری سے بوجھل ہے۔ ایسے میں عید کی خوشی کہاں؟ حماس اور اسرائیل کے مابین ہونے والا معاہدہ 19 جنوری 2025ء کو آغاز سے قبل ہی اپنے منطقی انجام کو پہنچ چکا تھا اور کم از کم صہیونی حکومت نے اس کا جنازہ پڑھ کر دفنا بھی دیا تھا۔ یہود کی باطل و تحریف شدہ تعلیمات کے مطابق ان کے سوا باقی تمام انسانیت کیڑوں مکوڑوں سے بھی گئی گزری ہے۔ لہٰذا وہ ان کے خلاف کتنی ہی غیر انسانی حرکتیں کیوں نہ کریں، ان پر ظلم کے پہاڑ ڈھائیں، ان کی نسل کشی اور قتل عام کریں، بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو نشانہ بنائیں، اُن کے تئیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دربار میں کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔ اسی باطل نظریہ پر عمل کرتے ہوئے اسرائیل نے اس نام نہاد معاہدے کی دھجیاں اڑا دیں۔ غزہ کے مظلوم و محصور مسلمانوں کو امداد پہنچانے کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کر دیں، 90 فیصد سے زائد تباہ حال گھروں، ہسپتالوں، سکولوں، پناہ گزین کیمپوں اور سرکاری عمارتوں کی تعمیر نو کے لیے بھاری مشینری کو داخلے کی اجازت نہ دی۔ رمضان مبارک کے دوران غزہ کو بجلی اور گیس کی ترسیل کو مکمل طور پر منقطع کر دیا اور غزہ کو فراہم کیے جانے والے پینے کے پانی کی صفائی کا واحد پلانٹ بھی تباہ کر دیا۔ نتن یاہو نے مغربی کنارے میں ناجائز صہیونی آبادکاروں کے لیے مزید بستیاں بنانے کا اعلان کیا جس پر عمل درآمد کا آغاز ہو چکا ہے۔

نام نہاد جنگ بندی کے دوران اسرائیلی درندوں نے روزانہ کی بنیاد پر تاک تاک کر فلسطینی مسلمانوں کو شہید کیا۔ آج جنگی مجرم نتن یاہو اور اس کی کابینہ کے وزراء کھل کر یہ بیان دے رہے ہیں کہ غزہ کے مسلمانوں کی مکمل نسل کشی سے کم پر وہ اکتفاء نہیں کریں گے اور گریٹر اسرائیل بن کر رہے گا۔ اپنے روایتی مکر و فریب اور درندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے 18 مارچ 2025ء کو صہیونیوں نے غزہ پر میزائلوں کی بوچھاڑ کر دی جس سے کم از کم 634 افراد، جن میں اکثریت بچوں اور عورتوں کی تھی انہیں شہید کر دیا گیا۔ تحریک مزاحمت کے بعض اعلیٰ ذمہ داران کو بھی ٹارگٹ کیا گیا۔ انسانیت کے خلاف اس ہولناک جرم پر جنگ بندی کے معاہدے کے ضامنوں امریکہ اور قطر نے مذمت کا ایک حرف بھی نہ بولا۔ دیگر عرب و مسلم ممالک کی بے حسی اور بے حمیتی بھی اس سے مختلف نہ تھی۔ متحدہ عرب امارات نے تو اسرائیل نوازی میں تمام حدیں پار کرتے ہوئے ان تین افراد کو سزائے موت سنا دی جو قابض صہیونی فوج کے افسر اور صہیونی جاسوسی کی تنظیم "حباد" کے ایلچی، حاخام تسفي کوغان کے قتل میں شریک تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ع پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے! ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے بحیثیت مجموعی ڈھیروں آسائشوں کے ساتھ نفاق کا راستہ اختیار کیا ہوا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ اسی دوران پاکستان نژاد افراد پر

مشتمل ایک 10 رکنی وفد نے اسرائیل کی یاترا کی۔ وفد میں شامل ایک خاتون نے تو اسرائیلی میڈیا کو انٹرویو دیتے ہوئے یہود کی ''صفاتِ کاملہ'' اور اسرائیل کی ''انسان دوستی'' پر درس بھی دیا۔ موصوفہ نے پاکستان کو بھی مشورہ دیا کہ اسرائیل کو تسلیم کر لینا چاہیے۔ نہ جانے وہ کس کی زبان بول رہی تھیں! ع حمیّت نام ہے جس کا، گئی تیمور کے گھر سے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ مسلمان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب سے امت پر تفویض کیے گئے مشن کو پس پشت ڈال کر مصنوعی زندگی گزار رہے ہیں۔ ادھر غزہ کے بچے ہیں، خواتین ہیں، بوڑھے ہیں، جو ملبے کے ڈھیروں پر بیٹھے اللہ کے ذکر کو قائم کیے ہوئے اور مسجدِ اقصیٰ کی حفاظت کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں۔ اپنے پیارے شہداء کی لاشیں اٹھائے جنت کے راستے پر رواں دواں ہیں۔ نعمتوں کے انبار کے باوجود امت مسلمہ کے حکمرانوں، مقتدر حلقوں اور عوام کی عظیم اکثریت حقیقی ایمان ویقین سے عاری، اپنے رب پر توکل اور بھروسا کرنے، رسول اللہ ﷺ کے احکامات سے چمٹ جانے اور آخرت کی جواب دہی کی فکر سے محروم ہیں۔ جبکہ اہلِ غزہ بھیگی آنکھوں، خالی شکم، بے سروسامانی کے باوجود اللہ پر توکل، صبر اور عزم مصمم کے باعث مسرور و مطمئن ہیں۔ یہ ایسا تقابل ہے کہ وجود گویا اپنے گناہوں کے پہاڑ تلے دب رہا ہے! مسئلہ فلسطین محض ایک سیاسی مسئلہ ہی نہیں بلکہ یہ انسانوں کو پیش آنے والے بہت سے مسائل کا مجموعہ ہے۔ صبح و شام حقوق انسانی کا واویلا کرنے والی این جی اوز کے سامنے لاکھوں مظلوموں کی آہ وبکا، پران کی مخصوص خاموشی ان کی جانبداری کا پردہ چاک کر رہی ہے۔ نیو بلکہ جیو ورلڈ آرڈر کا ننگ چھپائے نہیں چھپ رہا۔ ترقی یافتہ ممالک جہاں حیوان و بہائم کے حقوق کی بات ہوتی ہے وہاں پچھلی پون صدی سے ساٹھ لاکھ سے زائد انسانوں کا سوال ہے جن سے ان کا خطۂ زمین بزورِ قوت چھین لیا گیا۔ جن کی خیمہ بستیوں میں بھوک ہی بھوک اور افلاس و مرض ہے۔ وہ بے گھر انسان جن کی جھونپڑیوں کو مسمار کر کے ان پر یہودیوں نے بلند و بالا عمارتیں کھڑی کر لی ہیں؛ ایک ایسے دعوے کو بنیاد بنا کر جو سراسر جھوٹ ہے۔ ایک ایسا دعویٰ جس کی نہ تاریخی حقیقت ہے، نہ کوئی غیر تحریف شدہ مذہبی شہادت ہے اور نہ ہی بین الاقوامی قوانین میں اس کی گنجائش ہے۔ فلسطین میں صہیونی ریاست درحقیقت مغربی استعمار کی باقی ماندہ بدنما شکل کی صورت میں قائم ہے۔ مسلم آبادی والے دوسروں خطوں سے تو استعمار کو نکلنا پڑا، اب اسے ارض رباط سے بھی نکلنا ہے؛ آج نہیں تو کل! ہونا تو یہ چاہیے کہ اس انسانی المیے کو حل کرنے کے لیے پوری انسانیت کھڑی ہو جائے اور دنیا کو ایک بڑی جنگ کی لپیٹ میں آنے سے بچا لے۔ ابھی اللہ کی ڈھیل موجود ہے۔ بلاشبہ صہیونی آج قوت میں ہیں لیکن یہ تفوق ناقابلِ تسخیر نہیں ہے۔ یہ عقیدہ اصلاً شکست خوردہ ذہنیت کا عکاس ہے کہ دنیا کے ہر چھوٹے بڑے واقعے کے پیچھے صہیونی ہیں۔ دجالی قوت اللہ تعالیٰ کی قوت پر کبھی غالب نہیں آ سکتی اور نہ ہی وہ کبھی بشریت کی سرحدوں سے آگے نکل سکتی ہے۔ یہود بھی اللہ کی پیدا کردہ مخلوق ہی ہیں، اپنے تئیں پیدا نہیں ہوئے۔ البتہ قوموں کے عروج و زوال کے حوالے سے اللہ کی کچھ سنتیں ہیں۔ جیسے دوسری قوموں پر زوال کے دن آئے اسی طرح صہیونی بھی ہمیشہ طاقتور نہیں رہیں گے۔ پاکستان کی بات کریں تو تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے جس صہیونی ریاست اسرائیل کو مغرب کا ناجائز بچہ قرار دیا تھا، گزشتہ 77 سال کے دوران یہ بچہ امریکہ اور یورپ کی پشت پناہی سے اتنا طاقتور ہو چکا ہے کہ گزشتہ 14 ماہ کے دوران اس نے غزہ کے مسلمانوں پر مظالم ڈھانے کی انتہا کر دی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اُس پاکیزہ سرزمین میں ایک بہت بڑا انسانی المیہ جنم لے چکا ہے جس کے تقدس اور برکات وثمرات کی گواہی خود رب کریم نے ایک سے زیادہ مرتبہ اپنی کتاب مبین میں دی ہے۔ اسرائیل نہ صرف غزہ کو صفحۂ ہستی سے مٹانے پر تلا ہوا ہے بلکہ اُس کا اگلا نشانہ دیگر مسلمان ممالک ہیں۔ اپنے گریٹر اسرائیل کے منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے صہیونی پوری دنیا کو آگ لگانے پر تلے ہوئے ہیں۔ امریکی صدر ٹرمپ کو تو ماچس بھی تھما دی گئی ہے۔ طاغوتی قوتیں تو ہر حربہ استعمال کر کے مسلمانوں کو شکست دینے کی کوشش کرتی رہیں گی۔ اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان ممالک کے حکمرانوں کی توجہ اس امر کی جانب دلائی جائے کہ امریکہ اور دیگر طاغوتی قوتوں سے خائف ہونے کے بجائے تمام تر طاقت اور قوت کے سرچشمہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں، انفرادی اور اجتماعی سطح پر توبہ کریں اور غزہ کے مظلوم مسلمانوں کو ظالم اسرائیل سے نجات دلانے کے لیے عملی طور پر میدان میں اتریں۔ وگرنہ دنیا کی ذلت و رسوائی کے علاوہ آخرت میں بھی اللہ کے حضور مجرم ٹھہرائے جائیں گے۔

پاکستان عطیۂ خداوندی ہے۔ اس میں اللہ اور رسول ﷺ کے عطا کردہ اسلام کے نظامِ عدل اجتماعی کے سوا کوئی اور نظام کارفرما نہیں ہو سکتا۔ پاکستان کا استحکام ہی نہیں، بقا اور سلامتی بھی اسی میں مضمر ہے اور صرف اسی صورت میں ہمارے ایٹمی اثاثہ جات اور میزائل ٹیکنالوجی بھی محفوظ رہ سکتے ہیں۔ نظریۂ پاکستان کو عملی تعبیر دے کر ہی ہم دنیا میں ذی وقار اور آخرت میں سرخرو ہوں گے۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ احادیث کی روشنی میں مستقبل میں حق و باطل کے آخری معرکہ میں خراساں کے خطہ کا انتہائی اہم کردار ہے۔ باطل قوتیں تو چاہتی ہیں کہ خراساں کا وہ خطہ جو افغانستان اور پاکستان پر مشتمل ہے عملی طور پر تشکیل نہ پا سکے جس کے بارے میں احادیث نبوی ﷺ میں بشارت آئی ہے کہ وہاں سے فوجیں حضرت مہدیؓ کی نصرت کے لیے جائیں گی اور اُسی خطہ سے چلنے والی فوجیں ایلیاء (یروشلم) میں اسلام کا جھنڈا گاڑ کر پوری دنیا پر دین کو قائم و نافذ کریں گی۔ لہٰذا ہمیں پاکستان کو حقیقی معنوں میں 'اسلامی ایٹمی پاکستان' بنانا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مسلمان ممالک کے حکمرانوں اور مقتدر طبقات کو صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی عطا فرمائے اور ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

امیر تنظیم اسلامی کا خطابِ عید

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 31 مارچ 2025ء کے خطاب عید کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

اللہ تعالیٰ کی توفیق اور فضل و کرم سے ایمان کی حالت میں رمضان المبارک ہمیں میسر آیا اور اللہ ہی نے اپنے فضل سے آج عید الفطر ہمیں عطا فرمائی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا کروڑوں شکر ادا کرتے ہیں۔

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝﴾ (البقرۃ:127) ”اے ہمارے ربّ! ہم سے یہ خدمت قبول فرمالے۔ یقیناً تو سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ ہماری محنتوں کو قبول فرمائے جو اسی کے فضل سے ممکن ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ ”اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا“

رمضان میں جس قدر عبادت کی توفیق اللہ نے عطا فرمائی اس پر بھی ہم اللہ کا شکر ادا کریں تو اللہ تعالیٰ ہمیں مزید نعمتیں عطا فرمائے گا۔

صدقۂ فطر

ایک اہم بات جس کی طرف توجہ رہنی چاہیے وہ صدقۂ فطر کا ادا کرنا ہے۔ اللہ کے رسول علیہ السلام نے اس کو صاحبِ نصاب لوگوں پر لازم قرار دیا۔ صدقہ فطر کے دو فوائد اللہ کے رسول ﷺ نے بیان فرمائے۔ ایک یہ ہے کہ رمضان میں روزہ کے دوران جو بھی کوتاہیاں انسان سے ہوتی ہیں صدقہ فطر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ غریب اور محتاج کو بھی عید کی خوشی میں شریک ہونے کا موقع مل جاتا ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ عید سے پہلے ادا کریں تاکہ ضرورت مند عید کی تیاری کر سکیں۔ جن کو اللہ نے زیادہ عطا فرمایا وہ بہتر صدقہ فطر ادا کریں۔ اگر ہم نے عید کے لیے اپنی شاپنگ اور اپنے بچوں کی شاپنگ بہت اچھے سے کی ہے اور اپنے گھر میں عید کا اہتمام بڑے اچھے انداز سے کیا ہے تو اللہ کے وہ بندے جو مالی اعتبار سے کمزور ہیں ان کو بھی عید کی خوشی میں شریک ہونے کا ایسا موقع دیا جائے کہ ان کے گھر میں بھی خوشی آ سکے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو توفیق عطا فرمائے۔

رمضان کے تقاضے

رمضان چلا گیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ موجود ہے، اللہ کی بندگی کے تقاضے موجود ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ رمضان چلا گیا لیکن اسلام نہ چلا جائے، مسجدیں ویران نہ ہو جائیں، تلاوتِ قرآن بند نہ ہو جائے۔ چاند رات کو ہی امتحان ہو جاتا ہے، عید کے روز فجر کی نماز کے وقت اور عید کے تین دنوں میں بہت کچھ سامنے آ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ناشکری سے بچائے اور نمازوں کو باجماعت، وقت پر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پہلا سوال قیامت کے دن نماز کے بارے میں ہوگا۔ حدیث میں ہے کہ جس کی نماز درست ہے اس کے باقی معاملات بھی درست ہوں گے اور جس کی نماز میں کمی کوتاہی ہوگی اس کے باقی معاملات بھی خراب ہوں گے۔ سورۃ المدثر میں ذکر ہے کہ جنت والے جہنم والوں سے پوچھیں گے کہ تمہیں کیا چیز جہنم میں لے آئی۔ جواب میں وہ کہیں گے:

مرتب: ابو ابراھیم

﴿قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝﴾ (المدثر) ”وہ کہیں گے کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔“

رمضان میں ہم نے فرض، سنتیں اور نوافل بھی سینکڑوں کی تعداد میں ادا کیے لیکن رمضان کے بعد اگر فرض نمازوں کی حفاظت بھی نہ کر سکیں تو لمحۂ فکریہ ہے۔ ہم دعائیں مانگتے ہیں لیکن ترجمہ بھی ذہن میں ہونا چاہیے۔

﴿رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ﴾ (ابراہیم:40) ”اے میرے پروردگار! مجھے بنا دے نماز قائم کرنے والا اور میری اولاد میں سے بھی“

صرف اپنی فکر نہ کریں بلکہ اپنے گھر والوں کی فکر بھی کریں۔ جس طرح رمضان میں ہم اپنے بچوں کو بھی ساتھ لے کر مسجد میں نماز ادا کرنے آتے تھے، نماز جمعہ اور عیدین میں لے کر آتے ہیں، اسی طرح عام دنوں میں بھی شعور والے بچوں کو باجماعت نماز کے لیے مسجد میں لے کر آئیں۔ جن کے روزے سفر، بیماری یا دیگر وجوہات کی بناء پر قضا ہو گئے وہ قضا ادا کر لیں۔ پھر یہ کہ ایک روزہ رمضان کا تھا جو صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک تھا وہ ختم ہو گیا لیکن پوری زندگی کا روزہ چل رہا ہے اور موت تک چلے گا۔ رمضان کے روزے میں اللہ کی فرمانبرداری کے لیے ہم حلال چیزیں بھی چھوڑ دیتے ہیں، اسی طرح پوری زندگی کے روزے میں حرام چیزوں کو چھوڑنا ہے۔ سورۃ البقرہ میں روزے کا مقصد بیان ہوا:

﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝﴾ ”تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے۔“

تقویٰ اس احساس کا نام ہے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ رمضان کے روزے میں ہم نے کلی بھی احتیاط سے کی اور پانی حلق سے نہیں اُترنے دیا حالانکہ کوئی نہیں دیکھ رہا تھا۔ مگر ہمیں یقین تھا کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ رمضان کے

بعد بھی ہمیں دیکھ رہا ہے۔ اللہ ہر وقت دیکھ رہا ہے۔ فرمایا:
﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝﴾ (الحدید:4) ''اور تم جہاں کہیں بھی ہوتے ہو وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔''

دوسری جگہ فرمایا:
﴿وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝﴾ (ق:16) ''اور ہم تو اُس سے اُس کی رگِ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔''

پوری زندگی کا روزہ کیا ہے؟ سورۃ آل عمران میں رب فرماتا ہے:
﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝﴾ ''اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جتنا کہ اُس کے تقویٰ کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آنے پائے مگر فرمانبرداری کی حالت میں۔''

مسلم کے معنی ہیں فرمانبردار۔ لہٰذا پوری زندگی کے روزے میں مرتے دم تک ہر لمحہ خود کو حرام، سود، رشوت، بے پردگی، بے حیائی، ظلم اور ستم، ناپ تول میں کمی، چوری ڈاکہ، ناجائز قبضے، بیٹیوں کے حقوق غصب کرنے اور ہر قسم کے گناہ سے بچنا ہے، یہاں تک کہ ہم فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے جائیں۔ اسلام صرف رمضان تک محدود نہیں ہے، صرف داڑھی، ٹوپی رکھنے کا نام اسلام نہیں ہے بلکہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے مکمل طور پر جھکا دینے کا نام اسلام ہے۔ آج عجیب لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو ہر شعبۂ زندگی میں اللہ کی فرمانبرداری کو ریڈیکل اسلام قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ریڈیکل تو وہ خود ہیں جو اسلاموفوبیا کا شکار ہو کر ایسے الزامات لگاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں حکم دیتا ہے:
﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠﴾ (البقرۃ:208) ''اے اہل ایمان! اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔''

آج ہم عید منا رہے ہیں، اللہ قبول فرمائے مگر ضروری ہے کہ ہم پوری زندگی کا روزہ رکھ کر اگلے جہان جائیں اور زندگی کے اس روزہ کی عید تب ہوگی جب اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ رمضان چلا گیا لیکن رمضان کا تحفہ قرآن پاک ہمارے پاس موجود ہے جو کہ رمضان میں ہی نازل ہوا تھا۔ رمضان کے روزے اسی وجہ سے فرض کیے گئے تاکہ ہم اس عظیم نعمت پر رب کا شکر ادا کر سکیں۔
﴿وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝﴾ (البقرۃ:185) ''اور تاکہ تم شکر کر سکو۔''

رمضان میں تراویح میں ہم پورا قرآن سنتے ہیں تاکہ قرآن سے ہمارا تعلق قائم ہو۔ تعلق تب قائم ہوگا جب ہم قرآن کو سمجھیں گے اور اس پر عمل کریں گے۔ تنظیم اسلامی کے تحت پاکستان بھر میں ڈیڑھ سو سے زائد مقامات پر دورہ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل ہوئی۔ رمضان چلا گیا لیکن قرآن سے ہمارا یہ تعلق اب بھی قائم رہنا چاہیے۔ 14 اپریل سے قرآن اکیڈمیز کے تحت لاہور، کراچی اور حیدر آباد سمیت بیشتر شہروں میں رجوع الی القرآن کورسز شروع ہو رہے ہیں۔ یہ 10 ماہ کا کورس ہوتا ہے جس میں قرآن کی زبان کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ہم نے دنیا جہاں کی تعلیم حاصل کر لی، دنیا کی ہر کتاب سمجھ کر ہم نے پڑھی، دنیا کا ہر ٹیکسٹ ہم سمجھ کر پڑھتے ہیں۔ اگر جرمنی والوں سے ڈیل کرنی ہو تو جرمن زبان کے ترجمان ہمارے پاس ہوتے ہیں۔ اللہ پوچھے گا میرے کلام کو سمجھنے کی کوشش کیوں نہ کی۔ اسی طرح تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام، قرآن اکیڈمیز کے زیر اہتمام دروس قرآن کے حلقے سارا سال جاری رہتے ہیں۔ لہٰذا تہیہ کریں کہ ہم رمضان کے بعد بھی قرآن سے جڑیں گے ان شاء اللہ۔ اسی طرح ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ رمضان میں نیکی کا ایک ماحول ہوتا ہے، سب لوگ باجماعت نماز بھی پڑھتے ہیں، قرآن بھی پڑھتے ہیں، تراویح بھی پڑھتے ہیں، گناہوں کو چھوڑنے کی بھرپور کوشش بھی کرتے تھے۔ رمضان کے بعد نیکی کا یہ ماحول مومن کو خود بنانا پڑتا ہے۔ دینی ماحول سے جڑیں گے تو سیکھنا اور عمل کرنا آسان ہوگا، موٹیویشن ملے گی، ترغیب ملے گی، تشویق ملے گی۔ اسی کے لیے ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے تنظیم اسلامی قائم کی۔ لوگ کہتے ہیں ڈاکٹر اسرار احمدؒ بڑے اچھے آدمی تھے، ان کا بہت بڑا علمی کام ہے، بڑا اچھا مشن تھا وغیرہ۔ اگر یہی بات ہے تو ہمیں ان کے کام کو، ان کے مشن کو آگے بھی بڑھانا چاہیے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا 78 برس میں انتقال ہوا اور 77 برس کی عمر میں اڑھائی تین گھنٹے بیٹھ کر خطاب کرتے تھے۔ بڑھاپے میں بھی اللہ کے دین کی دعوت دی، اقامت دین کی جدوجہد میں مصروف رہے۔ اسی مشن کے لیے وہ تنظیم اسلامی قائم کر گئے، اگر اس تنظیم کے ساتھ جڑیں گے تو نیکی کا ماحول ملے گا اور دین کی خدمت کا موقع ملے گا۔

تذکیری نوعیت کی باتیں

عید کا موقع ہوتا ہے تو سال بھر کا بے نمازی بھی نماز عید کے لیے آ جاتا ہے۔ اس موقع پر انہیں دین کا پیغام ملنا چاہیے۔ موت اٹل حقیقت ہے۔ روزانہ ہم بچوں اور بڑوں کے جنازے دیکھتے ہیں، کسی وقت بھی کسی کی مہلت ختم ہو سکتی ہے۔ کیا ہم مرنے کے لیے تیار ہیں؟ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے حوالے سے جوابدہی کے لیے تیار ہیں؟ اللہ کے دین اور اس کے پیغمبر ﷺ کے ساتھ تعلق اس طرح کا ہے جس کا تقاضا ہے؟ ہم میں سے ہر ایک کو تنہائی میں بیٹھ کر سوچنے کی ضرورت ہے۔ قرآن میں فکر آخرت کے حوالے سے مسلسل موضوعات آتے ہیں، قرآن سے جڑیں گے تو آخرت کی تیاری میں آسانی رہے گی۔

رزق حلال

حرام جس گھر میں جائے گا وہاں نحوست بھی آئے گی، بگاڑ بھی پیدا ہوگا۔ رزق حلال اللہ کا حکم ہے۔ حلال کی توفیق ملے تو کم سے کم پر گزارا کر لیں لیکن حرام کی طرف نہ جائیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: حرام سے پلا ہوا جسم جہنم کا مستحق ہے، وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ دنیا میں ہر انسان کو ملنا اُتنا ہی ہے جتنا اس کے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے۔ متفق علیہ حدیث ہے کہ بچہ ماں کے پیٹ میں چار ماہ کا ہوتا ہے تو اس کا رزق طے کر دیا جاتا ہے۔ اب یہ بندے پر منحصر ہے کہ وہ اس رزق کو حلال ذرائع سے حاصل کرتا ہے یا حرام کے ذریعے۔

سوشل میڈیا کا استعمال

ہماری نئی نسل جین زی (Gen-z) نسل ہے وہ سوشل میڈیا کو دیکھ کر ہی پروان چڑھی ہے۔ ایک سال کے بچے کو ماں سمارٹ فون لگا دیتی ہے اور بچے اب اسی میں پل بڑھ کر جوان ہو رہے ہیں مگر حالت کیا ہوگئی ہے؟ آج ملک کی انتظامیہ پریشان ہے، FIA، ریاستی ادارے، ججز، حکمران سب کے سب پریشان ہیں، انہیں سمجھ نہیں آ رہی کہ جن فتنوں میں نئی نسل مبتلا ہو چکی ہے ان کا سدباب کیسے کیا جائے؟ مسئلہ بے حیائی سے بھی آگے بڑھ کر توہین مذہب تک جا پہنچا ہے۔ پب جی گیم کے ٹارگٹ میٹ کرنے کے لیے بچے ماں کو قتل کر رہے ہیں، بیٹ سے ماں کو پیٹا جا رہا ہے، بھائی کو قتل کر رہے ہیں، ڈرگز کا استعمال ہو رہا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب تو ایف آئی اے کہہ رہی ہے کہ خدارا اپنے بچوں کو

سنبھالیں، ایسی تعلیم دیں جو انہیں خدا سے دور نہ کرے، گستاخِ رسول نہ بنا دے، توہینِ مذہب میں مبتلا نہ کرے۔ آج حکومت پریشان ہے، کتنے بچوں کو گرفتار کیا جاچکا ہے، سزائیں دی جارہی ہیں مگر سلسلہ رُک نہیں رہا۔ لہٰذا اپنے بچوں کو وقت دیں، ان کی نگرانی کریں اور انہیں دینی تعلیم وتربیت کے مراحل سے گزاریں جو کہ ان کا حق اور آپ کا فرض ہے۔ روزِ قیامت اس بارے میں ہم سب کو جوابدہ ہونا ہے۔

تصورِ اُمت

آج ہم عید منا رہے ہیں اور غزہ میں مسلمانوں عورتوں اور بچوں کی شہادتیں ہورہی ہیں، ان کے گھروں، مساجد اور ہسپتالوں پر بمباریاں ہورہی ہیں۔ بحیثیت اُمت ہم پر لازم ہے کہ ہم ان کی مدد کریں، انہیں اپنی دعاؤں میں بھی یاد رکھیں اور جتنا ہو سکے ان سے مالی تعاون بھی کریں۔

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ﴾ (الحجرات:10) ’’یقیناً تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔‘‘

سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اللہ ان کا درد محسوس کرنے کی توفیق دے۔ وہ جانیں دے دے کر نہیں تھکے ہم صرف زبانی کلامی بیانات دے کر تھک گئے، ہمارے حکمران صرف مذمت کر دیتے ہیں یا قرارداد پاس کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ کام تو عوام بھی کر رہے ہیں، بلکہ عوام نے حکومتوں سے بڑھ کر آواز اُٹھائی ہے۔ حکومتوں کے پاس طاقت ہے، اختیار ہے، سفارتی دباؤ بڑھا سکتے ہیں، تجارتی بائیکاٹ کر سکتے ہیں۔ او آئی سی کے چارٹر میں لکھا ہے کہ فلسطینیوں کی اخلاقی، مالی اور عسکری مدد کرنا ہر مسلم ملک پر لازم ہے۔ اللہ ہمارے حکمرانوں کو غیرت اور آخرت کی جوابدہی کا احساس عطا فرمائے۔ اہل غزہ شہید ہورہے ہیں مرنا ہم نے بھی ہے، حکمرانوں نے بھی اس دنیا سے جانا ہے۔ کیا جواب دیں گے؟

پاکستان

آج بلوچستان اور خیبر پختونخوا خطرے میں ہیں تو اس کے ذمہ دار بھی ہم خود ہیں۔ مقتدر طبقات کی غلطیاں ہیں جنہوں نے نفرت کے بیج بوئے ہیں۔ ہم نے امریکہ ظالم کا ساتھ دے کر اپنے بھائیوں کو شہید کیا۔ ان کی نفرتیں ہم نے مول لی ہیں۔ ہمارا دشمن چاہے امریکہ ہو یا بھارت وہ ہمیں ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرتا ہے۔ مسئلے کا حل یہ ہے کہ ہم اپنی غلطیوں کو مانیں اور اپنے ناراض بلوچ اور پشتون بھائیوں کو گلے سے لگائیں۔ ہم پنجابی، پٹھان، بلوچ، سندھی، سرائیکی اور مہاجر بعد میں ہیں پہلے ہم مسلمان ہیں۔ ہمیں ایک قوم بنانے والا اسلام ہے جس کے نام پر ہم نے پاکستان حاصل کیا تھا۔ دوبارہ بھی ہمیں ایک قوم بننا ہے تو اسلام کی بنیاد پر بن سکتے ہیں۔ سچی توبہ کریں اور سچے مسلمان بن جائیں تو ہمارے سارے مسائل اور اختلافات حل ہوجائیں گے۔ ہم تمام علماء، دینی سیاسی جماعتوں، دیگر سیاسی جماعتوں، حکمرانوں، سیاستدانوں، اپوزیشن اور عسکری اداروں کو بھی یہی یاددہانی کروائیں گے کہ جس مقصد کے لیے یہ ملک بنایا گیا تھا اس کی طرف واپس آئیں۔ ہماری عزت اسلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ ۝﴾ (محمد:7) ’’اے اہلِ ایمان! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ تمہارے قدموں کو جما دے گا۔‘‘

آج ہمارے مسائل اور مصائب کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اللہ کے ساتھ بے وفائی کی ہے، ہم نے اس کے دین کو دیس نکالا دیا، ہم نے اس کے دین کو نافذ کرنے کی محنت نہیں کی، اس لیے آج یہ سب کچھ ہم بھگت رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم سب آخرت میں سرخرو ہوسکیں۔ آمین یارب العالمین!

پریس ریلیز 4 اپریل 2025ء

غزہ پر اسرائیل کی معاہدے کے باوجود وحشیانہ اور انسانیت سوز بمباری انتہائی شرمناک ہے

شجاع الدین شیخ

غزہ پر اسرائیل کی معاہدے کے باوجود وحشیانہ اور انسانیت سوز بمباری انتہائی شرمناک ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ 19 جنوری 2025ء سے حماس اور اسرائیل کے مابین جنگ بندی کا معاہدہ نافذ العمل ہونا تھا لیکن ناجائز صہیونی ریاست نے معاہدے کے آغاز سے قبل ہی اس کی بدترین خلاف ورزی شروع کر دی تھی۔ اپنے روایتی دجل اور دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے اسرائیل نے فاقہ اور مرض کے شکار فلسطینی مسلمانوں کو امداد پہنچانے کے تمام راستے مسدود کر دیے۔ تباہ حال غزہ کی تعمیر نو کے لیے درکار ضروری بھاری مشینری کے داخلے پر پابندی عائد کر دی۔ رمضان المبارک کے دوران غزہ میں گیس اور بجلی کی ترسیل کو منقطع کر دیا۔ غزہ کے شہریوں کو صاف پانی فراہم کرنے والے واحد پلانٹ کو تباہ کر دیا۔ نام نہاد جنگ بندی کے دوران بھی اسرائیل نے فلسطینی مسلمانوں اور تحریکِ مزاحمت کے بعض اہم ذمہ داران کو تاک تاک کر نشانہ بنایا۔ ابھی 18 مارچ 2025ء کو غزہ بھر میں وحشیانہ صہیونی بمباری جس میں عورتوں، بچوں اور بزرگوں سمیت کم از کم 650 افراد شہید کر دیئے گئے تھے، اُس پر دنیا بھر میں مذمت جاری تھی کہ عید الفطر کے ایام میں اقوامِ متحدہ کے زیر اہتمام ایک سکول پر بمباری کر کے 80 سے زائد افراد جن میں اکثریت بچوں پر مشتمل تھی، اُن کو شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! امیر تنظیم نے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ٹرمپ کی ایک دھمکی پر تو مسلم ممالک کے سربراہان فوراً مصر میں جمع ہو جاتے ہیں اور تحریکِ مزاحمت کو کچلنے اور غزہ میں ایک اسرائیل نواز حکومت کے قیام کا اعلان بھی کر دیتے ہیں لیکن بے حمیتی کا یہ عالم ہے کہ جنگ بندی کا معاہدہ توڑنے اور انسانیت کے خلاف جرائم کے مرتکب ہونے پر اسرائیل کے خلاف آواز بھی بلند نہیں کرتے۔ پھر یہ کہ صہیونی افواج اور عوام تو غزہ اور مغربی کنارے میں فلسطینی مسلمانوں پر حملے کرنے اور اُن پر بمباری کر کے شہید کرنے سے تھکتے نہیں لیکن مسلم دنیا کے عوام و حکمران اسرائیل کو فائدہ پہنچانے والی مصنوعات کے بائیکاٹ کو شاید مکمل طور پر بُھلا چکے ہیں۔ جس کی تازہ مثال یہ ہے کہ عید کے دنوں میں ان کمپنیوں کی مصنوعات کا بھرپور استعمال کیا گیا۔ امیر تنظیم نے کہا کہ مسلم ممالک اگر اب بھی غزہ کے مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑنے والے اسرائیل کے خلاف عملی طور پر میدان میں نہیں اُترتے تو دنیا اور آخرت دونوں میں بدترین رسوائی اور سزا سے دوچار ہوں گے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے شیخ الہندؒ کا وہ خواب پورا کر دکھایا جو انہوں نے عوامی دروسِ قرآن کے حوالے سے دیکھا تھا: خورشید انجم

ہماری اشرافیہ، سول اور ملٹری بیوروکریسی کے مفادات مغربی نظام سے وابستہ ہیں اس لیے یہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ یہاں اسلام کا نظام نافذ ہو: رضاء الحق

23 مارچ 1940ء کو قراردادِ پاکستان کے ساتھ ساتھ فلسطین کے حق میں بھی ایک قرارداد پاس ہوئی تھی: سید فیضان حسن

”رمضان، قرآن، پاکستان اور فلسطین“

پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہارِ خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: رمضان، قرآن اور پاکستان کا آپس میں جو تعلق ہے اس کو تھوڑا سا واضح فرمادیں؟

خورشید انجم: رمضان، قرآن اور پاکستان کہنے کو تو تین الفاظ ہیں لیکن ان تین الفاظ کے اندر بھی ایک مماثلت پائی جاتی ہے۔ جس طرح یہ آپس میں کم و بیش ہم وزن الفاظ ہیں، اسی طرح یہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے بھی قریب ہیں۔ جہاں تک رمضان اور قرآن کا تعلق ہے وہ تو قرآن مجید نے خود بیان کر دیا:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ (البقرہ: 185) ”رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا“ رمضان کی فضیلت کی وجہ قرآن ہی ہے۔ قرآن کے ساتھ جس چیز کی نسبت ہوجائے اس کی فضیلت بدرجہا بڑھ جاتی ہے۔ سال کے بارہ مہینوں کی طرح رمضان بھی ایک مہینہ ہے لیکن چونکہ اس میں قرآن نازل ہوا اس لیے یہ مہینوں کا سردار ہوگیا۔ اس طرح جس رات میں یہ نازل ہوا اس رات کی فضیلت بڑھ گئی۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۥ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝﴾ (القدر)
”لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔“

اسی طرح جو فرشتہ قرآن کو لے کر آیا (جبرائیل امینؑ) وہ سید الملائکہ ہیں۔ جس ہستی کے قلبِ مبارک پر یہ نازل ہوا وہ سید المرسلین ﷺ ہیں، تمام انبیاء کرامؑ کے سردار۔ اسی طرح جو اُمت اس پر ایمان لائی اُس کو اللہ تعالیٰ نے خیرِ اُمت کا خطاب دیا ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ (آل عمران: 110)
”تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے“

پھر جس بستی میں اس کا بیشتر حصہ نازل ہوا ہے اُسے اُم القریٰ کہا گیا ہے۔ بہرحال رمضان اور قرآن کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اس تعلق کی تفصیل یہ ہے کہ دن میں انسان روزہ رکھ کر اپنے حیوانی اور سفلی جذبات پر قابو پائے، تقویٰ حاصل کرے اور رات کو قرآن کے ساتھ اپنی راتیں گزارے، پھر قرآن کو سیکھے، سمجھے اور اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنائے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ کی ساری نعمتیں عظیم ہیں جن پر اللہ کا شکر ادا کرنے کا حق ادا کیا ہی نہیں جا سکتا لیکن ان میں سب سے بڑی نعمت قرآن ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ﴾
”لوگوں کے لیے ہدایت بنا کر اور ہدایت اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کی روشن دلیلوں کے ساتھ۔“

اب جس قدر نعمت بڑی ہوگی اس کا شکر ادا کرنے کا تقاضا بھی بڑا ہوگا۔ لہٰذا قرآن جیسی نعمت پر شکر کا تقاضا ہے کہ ہم اسے اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں نافذ کریں۔ پاکستان کا قیام بھی خدائی تدابیر میں سے ایک تھا۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

ہندوؤں اور انگریزوں کی مخالفت کے باوجود اگر پاکستان بن گیا تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے۔ اسی طرح قرآن کا نزول لیلۃ القدر میں ہوا اور پاکستان بھی رمضان کی 27 ویں شب کو وجود میں آیا۔ غالب گمان یہی ہے کہ 27 وین شب ہی لیلۃ القدر ہے۔ پھر بانیانِ پاکستان نے قیامِ پاکستان کا جو مقصد بتایا ہے وہ قرآن کے نظام کا نفاذ ہے جیسا کہ علامہ اقبال اور قائداعظم کے ارشادات سے واضح ہے۔ پھر تاریخ انسانی میں سب سے بڑی ہجرت پاکستان کے لیے کی گئی اور اتنی بڑی قربانیاں صرف اس لیے دی گئیں کہ ایک ایسا خطہ حاصل کیا جائے جہاں اسلام کا نظام نافذ ہو۔ تحریکِ پاکستان محض اتفاقیہ نہیں تھی بلکہ اس کے پیچھے احیائے اسلام کی طویل تاریخ اور جدوجہد ہے۔ جتنے بھی مجددِ دین امت کی تاریخ میں گزرے ہیں ان کی عملی میراث ہندوستان میں بھی پہنچی ہے اور پھر مجدد الف ثانیؒ یہاں پیدا ہوئے جنہوں نے فتنہ اکبری کے خلاف جدوجہد کی۔ پھر احیاءِ اسلام کی یہ تحریک آگے بڑھی اور اسلام کے نفاذ کے لیے ایک علیحدہ خطۂ زمین کا مطالبہ کیا گیا۔ قراردادِ مقاصد کا پاس ہونا بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔ اس کے بعد 31 علماء کے 22 نکات بھی اس ضمن میں ایک اہم پیش رفت تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو ایٹمی قوت بنایا اور یہ ساری چیزیں ظاہر کرتی ہیں کہ قدرت کو اس خطۂ ارضی سے کوئی اہم کام لینا مقصود ہے۔ قرآن اور پاکستان کے تعلق کے حوالے سے یہ بات بھی مدنظر رہے کہ قرآن کی دعوت کا جتنا کام اُردو زبان میں ہوا ہے اُتنا شاید عہدِ حاضر میں کسی اور زبان میں نہیں ہوا۔ خاص طور پر شیخ الہندؒ نے جو خواب دیکھا تھا کہ قرآن کے دروس عوامی سطح پر ہوں تو بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے وہ خواب پورا کر کے دکھایا ہے۔

سوال: یقیناً پاکستان کسی خاص مقصد کے لیے بنا تھا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ وہ مقصد ابھی تک حاصل نہیں ہوا۔ 1947ء سے لے کر 2025ء تک ہم نے اس ملک میں پارلیمانی جمہوری نظام بھی دیکھ لیا، صدارتی جمہوری نظام بھی دیکھ لیا۔ آمریت کو بھی کئی بار دیکھ لیا اور ہائبرڈ نظام بھی دیکھ لیا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یا تو ہماری نیتوں میں فتور ہے کہ ہم ابھی تک وہ مقصد حاصل کرنے میں ناکام ہیں جس کے لیے پاکستان بنا تھا یا کچھ طاقتیں ایسی ہیں جو چاہتی ہیں کہ پاکستان میں اسلام کا نظام آنے ہی نہ دیا جائے۔ جب اتنے نظام ہم نے دیکھ لیے ہیں تو کیوں نہ حکومت و مقتدر طبقات اپنے دل میں تھوڑی نرمی پیدا کریں کہ اسلام کا نظام بھی نافذ کر کے دیکھ لیا جائے؟

رضاء الحق: اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان خاص مشیت الٰہی کے تحت معرضِ وجود میں آیا اور تحریکِ پاکستان کے قائدین کا ویژن بھی بڑا واضح تھا کہ یہاں اسلام کو نافذ کیا جائے گا اور دورِ ملوکیت میں اسلام کے چہرے پر جو بدنما دھبے لگ گئے تھے انہیں صاف کر کے اسلام کا اصل روشن چہرہ دنیا کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ قائداعظم سے پوچھا گیا کہ پاکستان کا آئین کیا

ہوگا تو انہوں نے فرمایا کہ پاکستان کا آئین 13 سو سال پہلے سے قرآن کی صورت میں موجود ہے۔ بانی پاکستان نے قیام پاکستان کے بعد پہلا ادارہ ڈیپارٹمنٹ آف ریلیجس ریکنسٹرکشن کے نام سے قائم کیا جس کا مقصد نصاب تعلیم سمیت تمام شعبوں میں اسلامائزیشن تھا۔ اس کا سربراہ انہوں نے علامہ محمد اسد کو بنایا تھا جو یہودیت چھوڑ کر مسلمان ہوئے تھے۔ لیکن قائداعظم کی رحلت کے بعد اس ادارے کو بند کر دیا گیا اور علامہ محمد اسد کو پہلے اقوام متحدہ میں سفیر بنا کر بھیجا گیا، بعدازاں انہیں عہدے سے ہی فارغ کر دیا اور اس ادارے کی عمارت کو آگ لگا کر وہ سارا کام تباہ کر دیا گیا جو علامہ محمد اسد نے کیا تھا۔ ان کے خلاف یہ سب کرنے والا ظفراللہ خان قادیانی تھا جس کے بارے میں ثبوت موجود ہیں۔ بہرحال بانیان پاکستان کے دنیا سے جانے کے بعد بدقسمتی سے پاکستان پر وہ سیاسی اشرافیہ اور سول و ملٹری بیوروکریسی قابض ہوگئی جن کو انگریزوں نے تربیت دے کر پروان چڑھایا تھا۔ ان بھورے انگریزوں کی محافل میں اسی انداز سے شراب اور شباب کا دور چلتا تھا جس طرح انگریزی دور میں چلتا تھا۔ شہاب نامہ میں لکھا ہے کہ آزادی کے کچھ عرصہ بعد کشمیر کے بارڈر پر جنرل یحییٰ خان رمضان میں سرعام بیٹھ کر شراب پی رہا تھا اور وہی یحییٰ خان مارشل لاء کے دور میں پاکستان کا صدر بن گیا۔ پھر یہ کہ آزادی کے بعد انڈیا میں جاگیردارانہ نظام ختم کر دیا گیا جبکہ پاکستان میں اسے ختم نہیں کیا گیا۔ بدقسمتی سے آزادی کے بعد ہم پر ایسے لوگ مسلط ہوگئے جنہوں نے اسلام کی بجائے مغربیت اور سیکولرازم کو سپورٹ کیا۔ چونکہ اس اشرافیہ اور سول و ملٹری بیوروکریسی کے مفادات مغربی نظام کے ساتھ وابستہ ہیں اس لیے یہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ یہاں اسلام کا نظام نافذ ہو۔ وہ تو یہی چاہیں گے کہ مال و دولت، کرسی و اقتدار اور طاقت ان کے ہاتھ میں رہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اسلام اگر اپنی روح کے مطابق نافذ ہو جائے تو پھر خلیفہ وقت سے بھی جواب طلب کیا جاتا ہے کہ یہ جو لباس آپ نے پہنا ہوا ہے یہ کہاں سے آیا؟ جبکہ ہمارے ہاں مخصوص طبقہ کے لوگ ہی نظام پر مسلط رہنا چاہتے ہیں، چاہے کسی بھی پارٹی کی حکومت ہو۔ اس نظام کو بدلنے کا طریقہ ایک ہی ہے جو منہج انقلاب نبوی ﷺ کی روشنی میں واضح ہے کہ دعوت کے ذریعے لوگوں کے دلوں کو اسلام کی جانب راغب کیا جائے، قرآن کی تعلیم عام کی جائے اور ان تربیت یافتہ لوگوں پر مشتمل ایک منظم جماعت تشکیل دے کر نفاذِ اسلام کے لیے تحریک چلائی جائے، اس تحریک میں شامل افراد نفاذ اسلام کی جدوجہد میں اپنی جان دینے کے لیے بھی تیار ہوں۔

سوال: پاکستان میں نفاذ اسلام کا معاملہ آگے کیوں نہ بڑھ سکا؟ کیا عوام نہیں چاہتے تھے، دینی جماعتوں نے اپنا کردار ادا نہیں کیا یا ابھی وقت نہیں آیا؟

خورشید انجم: اصل میں قصوروار تو ہم سب ہیں۔ کسی ایک پر جرم ڈال کر ہم کسی دوسرے گروہ کو بری الزمہ ذمہ قرار نہیں دے سکتے لیکن ظاہر ہے جس کی ذمہ داری جتنی زیادہ ہے اسی قدر وہ زیادہ قصوروار ہے۔ سب سے پہلی اور بڑی ذمہ داری تو حکمرانوں کی بنتی ہے لیکن حکمرانوں کی تاریخ ایک المیہ ہے۔ پہلے 4 سال تو گاڑی

> **عوام کو دین کی طرف لانے کے لیے جس محنت کی ضرورت تھی، وہ دینی جماعتوں کے پلیٹ فارمز سے نہیں ہوئی۔**

پٹری پر چلی، قرارداد مقاصد پاس ہوئی، لیکن پھر کیسے کیسے گورنر جنرل رہے جو بات بھی نہیں کر سکتے تھے اور ملک کے معاملات کون چلاتا تھا سب کو پتا ہے۔ اس کے بعد مارشل لاء آجاتا ہے اور اس کے ملبے سے ایک اور مارشل برآمد ہوگیا۔ اس کے بعد سیاستدانوں نے ٹریک ہی تبدیل کرلیا۔ بیرسٹر فاروق حسن بہت نامور وکیل تھے، وہ انڈیا گئے تو ان سے پوچھا گیا کہ آخر آپ نے پاکستان کس لیے حاصل کیا، کونسی ایسی چیز تھی جو ہندوستان میں نہیں تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ پہلی چیز تو یہ ہے کہ مقصد واضح ہونا چاہیے۔ دینی جماعتوں میں سے بعض پہلے قیام پاکستان کی مخالف رہیں پھر جب جماعت اسلامی نے الیکشن میں حصہ لینا شروع کیا تو جمعیت علمائے اسلام اور دیگر دینی جماعتیں بھی اس دوڑ میں شامل ہوگئیں۔ جب یہ جماعتیں ایک دوسرے کے مقابلے میں انتخابات میں کھڑی ہوگئیں تو ان کا ووٹ بینک تقسیم ہوگیا اور سیکولر طبقہ بازی لے گیا۔ آپس میں مدمقابل آنے کا نقصان یہ بھی ہوا کہ ایک دوسرے کے خلاف فتاویٰ آنے شروع ہوئے اور عام مسلمان ان سے متنفر ہوتا گیا اور ان کا ووٹ بینک کم ہوتا گیا۔ عوام کا تعلق بھی اسلام کے ساتھ ایسا نہیں ہے جیسا ہونا چاہیے۔ پھر یہ کہ عوام کو دین کی طرف لانے کے لیے جس محنت کی ضرورت تھی وہ بھی دینی جماعتوں کے پلیٹ فارمز سے نہیں ہوئی۔ زیادہ تر دعوت مسلکی بنیادوں پر ہوتی رہی۔ اکثر دینی جماعتوں نے اسلام کو صرف آخرت کے حوالے سے پیش کیا ہے حالانکہ دین تو دنیوی مسائل کا بھی حل دیتا ہے۔ قرآن صرف مذہبی عقائد کی کتاب نہیں ہے بلکہ اسلام کا سیاسی، معاشی اور معاشرتی پہلو بھی پیش کرتا ہے۔ یہ ایک زندہ کتاب ہے جبکہ ہم نے اسے مردوں کے لیے وقف کر دیا۔ بہرحال اس کی ذمہ داری دینی طبقے پر بھی عائد ہوتی ہے۔

رضاء الحق: پاکستان اتنا ہی اسلامی ہے جتنا ہم مسلمان ہیں۔ دوسری طرف مذہبی جماعتوں نے بھی کوئی اچھا تاثر نہیں چھوڑا۔ کبھی ایک پارٹی کے ساتھ اتحاد کبھی دوسری کے ساتھ، بار بار موقف بدلنا اور سیکولرز کے ساتھ گٹھ جوڑ کرنا وہ چیزیں تھیں جن کی وجہ سے انہوں نے عوام میں اپنا اعتماد کھو دیا۔ ریاستی سطح پر 1971ء کے سانحہ سے بھی ہم نے سبق نہیں سیکھا اور بار بار وہی غلطیاں دہرائے جا رہے ہیں۔

خورشید انجم: عوام کو اسلامی نظام کی طرف راغب کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کو دین کے جامع تصور سے آگاہ کیا جائے، دینی ذمہ داریاں بتائی جائیں، نفاذ دین کی جدوجہد کی اہمیت اور ضرورت سمجھائی جائے، انہیں بتایا جائے کہ نفاذ دین کی جدوجہد اُخروی نجات کے لیے بھی ضروری ہے اور اس کے دنیوی فوائد بھی ہیں۔ ان خطوط پر عوام کو دعوت نہیں دی گئی۔

رضاء الحق: علماء کرام کے پاس خطاب جمعہ کا پلیٹ فورم موجود ہے۔ بغیر کسی خرچ اور کوشش کے عوام کے جم غفیر تک آپ کی رسائی ہر جمعہ کو ہو جاتی ہے۔ علماء اس موقع سے فائدہ اُٹھائیں اور عوام کو نفاذ دین کی ضرورت اور اہمیت بتائیں بجائے اس کے کہ وہاں فرقہ وارانہ باتیں ہوں۔

خورشید انجم: اُمید پر دنیا قائم ہے لیکن خالی اُمید سے بات نہیں بنے گی۔ یقیناً میڈیا بہت بڑا ذریعہ ہے لیکن اس سے خرابی زیادہ آئی ہے۔ جب تک ہم دعوت کے کام کو بڑھائیں گے نہیں اور دعوت کا ہر ہر انداز نہیں اپنائیں گے تب تک نفاذ اسلام کی منزل حاصل نہیں ہوسکتی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے دعوت کا ہر انداز اختیار کیا۔ لوگ فاران کی چوٹیوں پر کھڑے ہوکر واصباحا کا نعرہ لگاتے تھے تو آپ ﷺ نے بھی لگایا، البتہ آپ ﷺ نے اس میں منکر کو شامل نہیں کیا۔ آپ ﷺ عکاز کے میلے میں جا کر لوگوں کو دعوت دیتے تھے جہاں ہر علاقے سے تجارتی قافلے آتے تھے۔ اسی طرح آپ ﷺ ایک ایک فرد کے پاس جا کر بھی اس کو دعوت دیتے تھے۔ آج بھی دعوت کے جتنے جائز ذرائع اور طریقے موجود ہیں ان سب کو اختیار کیا جانا چاہیے۔

سوال: 23 مارچ 1940ء کو جب قرارداد پاکستان پاس ہوئی تھی تو اس کے ساتھ ہی فلسطین کی آزادی کے حق میں بھی ایک قرارداد پاس ہوئی تھی۔ گویا پاکستان اور فلسطین کا شروع سے قرب ہے۔ قائداعظم کے بیانات بھی فلسطین کے حق میں اور صیہونی ریاست کے قیام کے خلاف

تھے۔ پاکستان اور فلسطین کا آپس میں کیا رشتہ ہے، اس بارے میں کچھ بتائیں؟

سید فیضان حسن: 1940ء میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں چار قراردادیں پاس ہوئی تھیں۔ ان میں قرارداد لاہور (جسے ہندو میڈیا نے قرارداد پاکستان قرار دیا) کے بعد دوسرے نمبر پر عبدالرحمان صدیقی نے فلسطین ریزولوشن پیش کی تھی جس کو پیش کرنے کا اعلان قائداعظم نے کیا تھا۔ عبدالرحمان صدیقی نے 1939ء میں مسئلہ فلسطین پر بلائی گئی قاہرہ کانفرنس میں مسلم لیگ کی نمائندگی کی تھی۔ اسرائیل کے قیام کے بعد قائداعظم کو خط لکھا گیا کہ آپ اسرائیل کو تسلیم کر لیں۔ اس کا جواب قائداعظم نے اسرائیل کو نہیں دیا بلکہ امریکہ کے صدر ٹرومین کو لکھا کہ آپ فلسطین میں ایک نئی جنگ چھیڑ کر عربوں اور یہودیوں دونوں کے ساتھ ظلم کر رہے ہیں۔ یہ خط اس وقت کے پاکستانی سفیر اصفہانی صاحب نے خود جاکر امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کو پیش کیا تھا جس کی ویب سائٹ پر یہ خط آج بھی موجود ہے۔ علامہ اقبال کا جب انتقال ہوا تھا تو عین اس وقت بھی قائداعظم فلسطین کے حوالے سے ایک کانفرنس کی صدارت کر رہے تھے جس کو پھر انہوں نے تعزیتی اجلاس میں تبدیل کر دیا۔ اسی طرح لیاقت علی خان جب امریکہ کے دورے پر گئے تھے تو ان کو یہودیوں کی طرف سے کہا گیا کہ آپ اسرائیل کو تسلیم کر لیں تو ہم آپ کو بہت زیادہ مال و دولت دیں گے۔ انہوں نے تاریخی جملہ کہا تھا کہ: برخوردار! ہماری روح برائے فروخت نہیں ہے۔ مسلم لیگ نے 1940ء سے لے کر 1947ء تک فلسطین ڈے بھی منایا اور فلسطین فنڈ بھی قائم کیا۔ یہ پاکستان کی ابتدا میں فلسطین پالیسی تھی لیکن آج کبھی ہمارے وفود اسرائیل جا رہے ہیں، کبھی کوئی خاتون اسمبلی میں کھڑی ہو کر اسرائیل کو تسلیم کرنے کی بات کرتی ہیں۔ جب ہمارے حکمران کہتے ہیں کہ ہم نے قائداعظم کا پاکستان بنانا ہے تو انہیں قائداعظم کی پالیسی کو بھی اپنانا چاہیے اور بانیان پاکستان کے فلسطین کے حوالے سے موقف کو نصاب کا حصہ بنانا چاہیے۔

سوال: کچھ سالوں سے اسرائیل رمضان کے آخری عشرہ میں فلسطینیوں پر بہت زیادہ مظالم ڈھا رہا ہے، اس مرتبہ بھی اس نے ایسا ہی کیا ہے اور اس کے لیے اس نے جنگ بندی کا معاہدہ بھی توڑ دیا جس کا کریڈٹ ڈونلڈ ٹرمپ لے رہا تھا۔ اس کے بعد 900 کے قریب فلسطینیوں کو شہید کر دیا ہے۔ یہ بتائیے کہ اسرائیل آخر چاہتا کیا ہے اور اس کے اہداف کیا ہیں؟

رضاء الحق: اسرائیل سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کہ تم ایسا کیوں کر رہے ہو۔ وہ نہ تو اقوام متحدہ کی مانتا ہے اور نہ ہی امریکہ کے سامنے جوابدہ ہے۔ 19 جنوری سے نافذ العمل جنگ بندی کا معاہدہ توڑتے ہوئے اس نے مسلسل فلسطینیوں کا قتل عام کیا ہے۔ اس کے علاوہ غزہ میں خوراک پہنچانے کے حوالے سے جو معاہدہ تھا اس میں بھی رکاوٹیں ڈال رہا ہے۔ وہاں جو ہیوی مشینری درکار تھی، اس کو بھی نہیں جانے دے رہا، پانی اور بجلی بھی بند کر رہا ہے۔ جب وہ غیر یہودیوں کو جنٹائل اور گوئم سمجھتے ہیں تو پھر ان کے نزدیک معاہدوں کی کیا اہمیت ہے۔ امریکہ میں ٹرمپ یہودی لابی کی مدد سے ہی آیا ہے۔ اس کے پہلے دور کے کارناموں کے خلاف کیس کھلے ہوئے تھے، FBI بھی اس کی تحقیق کر رہی تھی لیکن پھر اچانک یہ ساری چیزیں بند ہوگئیں اور وہ صدر بن گیا۔ اب ایک نیا ٹرینڈ بن گیا ہے کہ پاکستانی نژاد لوگ اسرائیل جاکر ملاقاتیں کرتے اور اخبارات اور چینلز کو انٹرویو دیتے ہیں۔ یہ سلسلہ پرویز مشرف کے دور سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ ان کی ذہن سازی اس طرح کی گئی ہے کہ ان کو اسرائیل کے مسلمانوں پر مظالم نظر نہیں آتے۔ حالانکہ اسرائیل کے عزائم واضح ہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ فلسطین رہے اور نہ ہی مسلمان رہیں اور وہ سارے علاقے پر قابض ہو جائے۔ اب عرب ممالک تھوڑی سی مزاحمت کر رہے ہیں، شاید اس لیے کہ وہ 21 لاکھ فلسطینیوں کو اپنے ہاں پناہ دینے سے ڈرتے ہیں کہ ان کی اپنی ڈیموگرافی تبدیل نہ ہو جائے لیکن ٹرمپ ابھی بھی کہہ رہا ہے کہ غزہ کو خالی کیا جائے، وہ چاہتا ہے کہ عرب اسرائیل کی ہر بات مانیں۔

سوال: اسرائیل کے عزائم سے واضح ہے کہ وہ فلسطینی مسلمانوں کا مکمل طور پر خاتمہ چاہتا ہے، اس نے حماس کی لیڈرشپ کو بھی شہید کر دیا اور فلسطینی عورتوں اور بچوں کو بھی شہید کیے جا رہا ہے۔ کیا اسرائیل اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے گا اور کیا اُمت اسی طرح خاموش تماشائی بن کر دیکھتی رہے گی؟

خورشید انجم: اک شعر ذہن میں آ رہا ہے۔

گر اک چراغ حقیقت کو گل کیا تم نے
تو موج دود سے صد آفتاب اُبھریں گے

یہ کسی صورت ممکن نہیں ہے کہ اسرائیل فلسطینی مسلمانوں کو مکمل طور پر ختم کر دے۔ فلسطینی مسلمان جہاد کرتے رہیں گے۔ دوسری طرف اُمت کی حیثیت اس بلی سے بھی گئی گزری ہے جس نے اسرائیلی فوجیوں پر حملہ کیا ہے جبکہ مسلم بالخصوص عرب حکمران تو مسلمانوں اور اسرائیل کے درمیان دیوار بن کر کھڑے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی ایک حدیث میں عربوں کے لیے ”ویل للعرب“ کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ اُردن کے بادشاہ نے ٹرمپ کے ساتھ ملاقات میں جو کچھ ظاہر کیا ہے، اس پر پوری دنیا میں تبصرے ہوئے ہیں۔ بہر حال حق و باطل کی جنگ تو ازل سے جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ﴾ (الانبیاء: 18) ”بلکہ ہم حق کو دے مارتے ہیں باطل پر تو وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے تو جبھی وہ نابود ہو جاتا ہے۔“

جنگوں کا سلسلہ مزید آگے بڑھے گا، یہ فلسطین تک محدود نہیں رہے گا اگرچہ عرب کے احادیث کے مطابق اس جنگ کا مرکز شام اور فلسطین ہی رہیں گے۔ احادیث میں یہ بھی ہے کہ ایک بادشاہ کی وفات کے بعد انتشار پھیل جائے گا اور خانہ جنگی بڑھے گی۔ یہاں تک کہ امام مہدی تشریف لائیں گے اور وہ مسلمانوں کی قیادت کریں گے۔ خراسان سے جاکر مجاہدین کے قافلے ان کے ساتھ مل جائیں گے اور یہودیوں کے خلاف جہاد کریں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ سرحدیں بے معنی ہو جائیں گی۔ ہمارے حکمرانوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ وہ سوچیں کہ انور سادات، شاہ ایران، اشرف غنی اور حامد کرزئی کے ساتھ کیا ہوا؟ انہیں ٹشو پیپر کی طرح استعمال کر کے پھینک دیا گیا۔

میزبان: بحیثیت مسلمان، بحیثیت پاکستانی اور بحیثیت اُمتی ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم فلسطینیوں کے حق میں آواز اُٹھائیں، ان کے لیے دعائیں بھی کریں اور ان کے لیے امداد بھی بھیجیں۔ آخرت میں ہم سب نے اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ حکمران، وزیر، مشیر ہوں یا عوام سب نے اللہ کو جواب دینا ہے۔ آج ہم اپنے گھروں میں بیٹھے سکون کی زندگی جی رہے ہیں، عید کے موقع پر نئے نئے لباس بھی زیب تن کرتے ہیں، خوشیاں مناتے ہیں لیکن اہل غزہ کے پاس نہ گھر بچا ہے، نہ کھانا اور پانی اور نہ ہی ادویات ہیں۔ ہم پر لازم ہے کہ اپنے اُن مسلمان بھائیوں کی مشکلات کو بھی اپنے ذہن میں رکھیں اور ان کی بھرپور مدد کریں۔

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ خورشید انجم: مرکزی ناظم تعلیم و تربیت تنظیم اسلامی پاکستان۔
2۔ رضاء الحق: مرکزی ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان۔
3۔ سید فیضان حسن: ریسرچ سکالر تنظیم اسلامی پاکستان۔

میزبان: آصف حمید: مرکزی ناظم سمع و بصر اور سوشل میڈیا تنظیم اسلامی پاکستان۔

قحط الرجال

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

امتحان بہت بڑا ہے۔ فلسطین میں جنگ بندی ہوئی تھی تو سکھ کا سانس لیا۔ ضمیر پر لدا منوں بوجھ کچھ سرکا! مگر تا بہ کہ؟ ٹرمپ کے آتے ہی دنیا سے سکون و اطمینان، دانائی، فراست، انسانیت کی ہر رمق رخصت ہوئی۔ سرمایہ دارانہ نظام اپنی بدترین ہیئت میں دنیا بدصورت بنا چکا۔ ہم مسلمان! رمضان کا ماہِ مبارک جس میں گیا گزرا ایمان بھی کچھ تازگی پاتا ہے۔ مسلمان کبھی اتنے مسلح نہ تھے۔ دولت سے لدے نہ تھے جتنے آج ہیں۔ مگر!

سبب کچھ اور ہے، تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں

غزہ کے گرد اردن، مصر، سعودی عرب، امارات، قطر، ایٹمی پاکستان۔ سبھی کی فوجیں، ہوائی بحری جنگی جہاز، لدے میزائل سبھی کچھ تو ہے۔ جہاز نمائشی طور پر گھن گرج سے دل دہلاتے گزرتے ہیں، مگر دشمنانِ اسلام، دشمنانِ انسانیت کے خلاف ایک پٹاخہ بھی نہیں! بدترین دشمنِ دین ٹرمپ کے ساتھ اربوں کھربوں کی سرمایہ کاری ہے۔ امارات نے حال ہی میں فرانس سے ایک بڑا جی ڈبلیو ڈیٹا سینٹر کیمپس بنا کر دینے کا معاہدہ کیا ہے۔ غزہ میں چند قدم پر سحر و افطار کا لقمہ میسر نہیں۔ باوجودیکہ عالمی سطح پر صرف معاشی نہیں سیاسی حیثیت بھی ان بڑے مسلم ممالک کی امریکہ اسرائیل دوستی کی بنا پر بہت مضبوط ہے۔ مگر منظر یہ ہے کہ صرف 18 دن جنگ بندی کے بعد وہی خونیں مناظر امتحان بنے کھڑے تھے۔ پکارنے والا غزہ سے اے امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کہہ کہہ کر آوازیں لگا رہا ہے۔ 'تم کہاں ہو۔ ہمارے سحر و افطار (اول تو میسر نہیں!) خون میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ہماری روٹی کا ہر لقمہ خون میں تر بتر ہے۔ منبروں پر بیٹھنے والے، پہلی صف میں جگہ پانے والے، امت کے علماء، افتاء والے سب کہاں ہیں؟ تم غزہ پر مظالم بارے بات تک نہیں کرتے؟ بھوک، محاصرہ، تشدد، بمباری اور امتِ محمد سو رہی ہے؟'

بلجیم میں کافروں نے غزہ کے غم میں، تازہ حملوں پر فٹ بال میچ منسوخ کروا دیا۔ ہم کرکٹ کھیل رہے ہیں! گورا صحافی کریس ہیجز (Pulitzer انعام یافتہ)، انعام جیت کر شرمساری سے کہتا ہے: ہم! اے غزہ کے بچو! تمھارے آگے شکست کھا گئے ہیں۔ روتے ہوئے کہتا ہے۔ یہ اذیت ناک احساسِ جرم ہے جو ہمیں لاحق ہے۔ ہم کماحقہ' کوشش نہ کر پائے۔ ہم، بہت سے رپورٹر رفح بارڈر پر جائیں گے، غزہ کی سرحد پر احتجاج کے لیے۔ ہم لکھیں گے، فلم بنائیں گے، ہم تمھاری کہانی بار بار سنائیں گے۔ یہ بھی بہت ناکافی ہے۔ مگر شاید ہمیں حق مل جائے تم سے معافی مانگنے، معذرت کرنے کا! (کم از کم درد سے یہ کراہ تو رہے ہیں! ہم اخوتی، دینی رشتہ داروں کی نسبت! جو چپکے منہ موڑے بیٹھے ہیں۔)

دنیا میں کتنا جھوٹ ہے! عورت کا دن، ماں کا، باپ کا، بچوں کا دن، تعلیم کا دن! مجبور و مقہور بچہ یونیورسٹی کے ملبے سے پھٹی کتابیں اکٹھی کر رہا ہے کہ جلا کر کچھ پتے ابال کر کھانے پینے کا سامان کر سکے۔ ماں کا دن؟ بچی کہتی ہے، میرا سب سے بڑا خوف یہ ہے کہ گھر ہو نہ ہو، میری ماں مجھ سے نہ چھن جائے۔ اور نتین یاہو، ٹرمپ، مسک غزہ کی ماؤں سے بچے، بچوں سے مائیں چھیننے، گھر خاندان بھسم کر دینے کے درپے ہیں۔ ڈیڑھ سال میں دوبارہ، جنگ بندی توڑ کر CNN کے مطابق رات بھر میں بے شمار مقامات پر وحشیانہ بمباری کر کے 400 سے زائد شہید کر دیئے ایک ہی ہلے میں۔ اس میں 170 بچے تھے۔ (اب تک 800 سے زیادہ شہادتیں ہو چکی ہیں۔) اسرائیلی فوج کا حکم تھا کہ سب نکل جاؤ۔ یہ نوجوان ہچکیاں لیتے بتا رہا ہے رو رو کر۔ یہ چھوٹی سی مردہ بچی سڑک پر پڑی تھی۔ میں نے اُسے ڈبے میں ڈالا، سائیکل کے پیچھے رکھ کر لے آیا۔ دیوانہ وار پکار رہا ہے: عرب کہاں ہیں؟ مسلمان کہاں ہیں؟ میں نہیں جانتا یہ بچی جو بمباری سے مری پڑی تھی، کون ہے۔ یہ کیسی جنگ ہے؟ دنیا کہاں ہے؟ مسلمان کب اٹھیں گے؟ مگر! مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے!

امریکہ کی عطا، تازہ بم جو مہلک ترین ہے، خان یونس میں گرا، اس کی قوت سے علاقہ بھر میں زلزلہ برپا ہو گیا، زمین پھٹ گئی۔ امریکہ نے پورے مشرقِ وسطٰی کو آگ میں جھونکا۔ غزہ، یمن، لبنان، شام۔ اسرائیل چہار جانب چاند ماری کر رہا ہے۔ امریکہ سرپرست ہے اور باقی کوئی روکنے والا نہیں۔ انسانی حقوق کے نام پر سینکڑوں ہزاروں ادارے، اربوں کے اخراجات، اصول قاعدے وضع کرتے کانفرنسیں بپا کرتے، سوٹ بوٹ پہن، خوشبوئیں بکھیرتے یک جا ہوتے ہیں۔ یہ سب مل کر اگر ان مٹھی بھر بے نتھے بیلوں کو نکیل نہیں ڈال سکتے، غیر قانونی، تارکینِ وطن کہہ کر جس طرح ہتھکڑیاں، زنجیریں باندھتے، جہازوں میں لادتے ہو، مکر و فریب کی اس چال بازی پر انھیں بھی جکڑ و باندھو۔ یہ لاکھوں لاحاصل لکھے قانونی صفحے غزہ والوں کو دے دو۔ وہ جلا کر کچھ دال دلیہ تو پکا لیں۔ اگر تم وہ بھی فراہم کر سکو!

یہ مراکش کا ڈاکٹر آیا ہے۔ روتا ہے کہ میں تو بچوں کا علاج، آپریشن کرنے آیا تھا مگر ہر طرف لاشیں ہیں! اب تو خود اسرائیل میں شدید ردعمل ہے۔ تل ابیب میں ایک لاکھ لوگ (اسرائیلی)، اپنے جھنڈے اٹھائے نتین یاہو کے خلاف سراپا احتجاج ہیں۔ 'نہ ختم ہونے والی جنگ اس نے مول لے لی ہے۔ اسے صرف اپنی حکومت بچانے کی فکر ہے۔ یرغمالیوں کی نہیں۔' غزہ کے ننھے بچوں کی تصویریں انھوں نے اٹھا رکھی ہیں۔ ایک بڑی تعداد اس کے گھر کے باہر مظاہرے کو جا رہی ہے۔ امریکہ میں ٹرمپ اور اسرائیل میں نتین یاہو ناپسندیدہ ہو چکے۔ اللہ کی طرف سے اظہارِ ناپسندیدگی خوفناک طوفانوں کی صورت میں بہت بڑے علاقے پر چھایا ہوا ہے۔ گھر کچرا ہو چکے، لاشیں بکھری پڑی ہیں۔ درخت پھٹے پڑے ہیں۔ فطرت کی چنگھاڑ ان پر سے ہو گزری ہے۔ جو کرنے پر قادر ہوں اور نہ کریں، شاید برطانیہ اس زد میں آیا اور نہایت غیر متوقع طور پر یورپ کے سب بڑے ہیتھرو ایئرپورٹ پر بجلی چلی گئی، آگ غیر اعلانیہ ہی بھڑک اٹھی۔ 48 لاکھ پاؤنڈ کا نقصان دیکھتے ہی دیکھتے ہو گیا! سائنس، ٹیکنالوجی سب جواب دے گئی۔ اسرائیلی فوجی کیمپ پر خونخوار بلی نما جانور Lynx جا کر حملے کرتے رہے۔ ان کے فوجیوں پر

غصہ نکالا، سینگوں جیسے کھڑے کان، تیز دانت، غصیلی بلاصورت تیز پنجوں سے حملہ آور، سپاہی گرا پڑا ہے۔ سہا ہوا اور یہ غزہ کے معصوموں کا بدلا چکانے کو تلا کھڑا ہے۔ سبحان اللہ!

امریکہ میں بالخصوص مسلمانوں، طلبہ کی شامت ہے۔ اصل جرم غزہ کی ہمنوائی ہے جس پر سبھی کو عدم تحفظ میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اگر آپ حقیقی انسانی ردعمل اسرائیلی وحشت پر دیکھنا چاہیں تو وہ اٹلی کی ممبر پارلیمان ستیفا نیا اسکاری کا ہے۔ نہایت جذباتی، دردمندانہ تقریر میں دنیا کو جھنجوڑا ہے اس ظلم پر جو اسرائیل کے ہاتھوں جاری وساری ہے۔ اپنی تقریر میں کہتی ہے: 'پہلا منظر جو صبح سویرے میں نے دیکھا، وہ ایک دو سالہ بچے کی لاش تھی اسرائیلی بمباری کے ہاتھوں! میرے ساتھ میری 8 سالہ بچی لیٹی تھی اور یہ منظر میرے لیے شدید اذیت ناک تھا۔ جو یہ بچے اور ان کے والدین جھیل رہے ہیں وہ ایک بھیانک خواب ہے۔ یہ دہشت گرد ریاست مسلسل بمباری کرتی رہی اپنی کرسی بچانے کو۔ انسانیت کے خلاف یہ جنگی جرم ہے۔ (عام شہری ہیں۔) اس نے اندر کھانا پانی جانے نہ دیا۔ اب اس میں ایک اور پاگل آدمی شامل ہو گیا ہے جو کہتا ہے کہ وہ غزہ کے ساحل پر، لاشوں، ملبے اور خون پر 'رِی وی ایرا' پکنک، سیاحت کا مرکز بنائے گا۔ کیا ہم پاگل ہو گئے ہیں؟...... اپنے اندر حوصلہ پیدا کر و سچ کہنے کا۔ ہم نے سبھی کچھ کھو دیا ہے۔ سارے حقوق، انصاف، فہم وفراست، ضمیر اور سب سے بڑھ کر ہم نے انسانیت کھو دی ہے!' (مسلسل تالیاں بجتی رہیں۔)

ٹرمپ کی جنگجویانہ پالیسی نے اسے سخت متنازعہ بنا دیا ہے۔ جن 50 لاکھ لاطینی امریکی مہاجرین کو بائیڈن نے اجازت دی تھی، ان سب کو ٹرمپ نکال رہا ہے۔ گرین لینڈ پر امریکی قبضہ جمانے پر بضد ہے۔ کینیڈا کے وسائل پر نظریں جمائے ٹرمپ نے الحاق کا شوشہ چھوڑ دیا تھا، اسے امریکہ میں ضم کرنے کو۔ اس پر شدید اضطراب کینیڈا میں ہے۔ قبل از وقت انتخابات کا وہاں پلان ہے جس میں ایسی مضبوط حکومت بنے جو ٹرمپ کے غاصبانہ رویوں سے بخوبی نمٹ سکے! کینیڈا سے امریکہ جانے والوں کا تناسب یک لخت 5 لاکھ گر گیا ہے! یوں ٹرمپ تکبر کے نشے میں چور، دنیا اور امریکہ کے لیے کوئی نیک شگون نہیں!

❀❀❀

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(20 مارچ تا 2 اپریل 2025ء)

جمعرات 20 مارچ: مرکزی عاملہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

جمعۃ المبارک 21 مارچ: تقریر اور خطبۂ جمعہ مسجد جامع القرآن گلشن معمار، کراچی میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔

ہفتہ 22 مارچ: دوپہر کو انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے ہیڈ آفس میں ایک آن لائن podcast ریکارڈ کرایا۔

اتوار 23 مارچ: دوپہر کو دورۂ ترجمہ قرآن (حلقہ کراچی، وسطی) کے شرکاء کے ساتھ، جن کے لئے گزشتہ دو اتوار رفقاء تنظیم نے تنظیمی فکر کے تعلق سے مذاکروں کا اہتمام کیا تھا، سوال وجواب کی بھرپور نشست کا اہتمام ہوا۔ بعد نماز عصر کورنگی، کراچی کے علاقہ میں معروف ''الہدایہ اکیڈمی'' کے مہتمم شیخ اظہر اقبال کی دعوت پر ''مسجد اطاعت'' میں معتکفین سے خطاب کیا۔

بدھ 26 مارچ: ماہ رمضان کی 27 ویں شب کی مناسبت سے ''رمضان، قرآن اور پاکستان'' اور ''تکمیل دورۂ ترجمہ قرآن وخلاصہ مضامین'' کی مناسبت سے انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے ہیڈ آفس میں دو مختصر خطاب ریکارڈ کرائے۔

جمعرات 27 مارچ: مرکزی عاملہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

جمعۃ المبارک 28 مارچ: خطاب جمعہ، مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈی ایچ اے، کراچی میں ارشاد فرمایا۔ بعد نماز عصر سابق رہائشی علاقہ کے پڑوسیوں کی دعوت پر خطاب کیا۔

ہفتہ 29 مارچ: بعد نماز ظہر، مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، یاسین آباد کراچی، کے معتکفین کے ساتھ سوال وجواب کی تفصیلی نشست ہوئی، جس میں تنظیمی فکر، طریقہ کار، حالات حاضرہ اور دیگر امور سے متعلق سوالات کے جوابات دیئے۔ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، گلشن معمار، کراچی کے معتکفین ویڈیو لنک کے ذریعہ آن لائن شریک تھے۔ ان کے تحریری سوالات کے بھی جوابات دیئے۔ بعد نماز عصر، مفتی طارق مسعود صاحب کی دعوت پر مسجد فلاحیہ، نیو کراچی میں معتکفین سے سورۃ التوبہ آیات 111 اور 112 کی روشنی میں گفتگو کی۔ رفقائے تنظیم بھی شریک ہوئے۔

دورہ ترجمہ قرآن: حلقہ کراچی، وسطی کے زیر اہتمام ماہ رمضان کی راتوں میں قرآن حکیم کے ترجمہ مختصر تشریح کی سعادت حاصل ہوئی۔ جس کی تکمیل ماہ رمضان کی 29 ویں شب کو ہوئی۔ 27 ویں شب کو وقتِ نصفِ شب، ''لیلۃ القدر...... نزول قرآن اور پاکستان'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ 29 ویں شب کو رجوع الی القرآن کورسز اور تنظیم اسلامی کی دعوت بھی پیش کی۔

اتوار 30 مارچ: بعد نماز ظہر، مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ڈی ایچ اے، کراچی، کے معتکفین کے ساتھ سوال وجواب کی تفصیلی نشست ہوئی، جس میں رجوع الی القرآن کورسز، تنظیمی فکر وطریقہ کار، بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی خدمات، حالات حاضرہ اور دیگر امور سے متعلق سوالات کے جوابات دیئے۔

پیر 31 مارچ: تقریر وخطبہ اور نماز عید الفطر کی ذمہ داری مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ڈی ایچ اے، کراچی میں ادا کی۔ رفقاء واحباب سے ملاقات رہی۔

بدھ 02 اپریل: ایک معروف تجارتی گروپ کے مختلف اداروں میں قرآن حکیم کی تعلیمات پر مبنی ایک مربوط پروگرام کے حوالہ سے مشاورت کے ضمن میں آن لائن اجلاس میں شرکت کی۔

ماہِ رمضان کے بعد ہمارے معمولاتِ زندگی

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی

عمل کی قبولیت کی جو علامتیں علمائے کرام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرمائی ہیں، ان میں سے ایک اہم علامت عمل صالح کے بعد دیگر اعمال صالحہ کی توفیق اور دوسری علامت اطاعت کے بعد نافرمانی کی طرف عدم رجوع ہے۔ نیز ایک اہم علامت نیک عمل پر قائم رہنا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب عمل وہ ہے جس میں مداومت یعنی پابندی ہو خواہ مقدار میں کم ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ ؓ سے حضور اکرم ﷺ کے عمل کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا آپ ﷺ ایام کو کسی خاص عمل کے لیے مخصوص فرمایا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نہیں، بلکہ آپ ﷺ اپنے عمل میں مداومت (پابندی) فرماتے تھے۔ اگر کوئی ایسا کرسکتا ہے تو ضرور کرے۔ (صحیح مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح مت بنو جو راتوں کو قیام کرتا تھا، لیکن اب چھوڑ دیا۔'' (بخاری ومسلم)

لہٰذا ماہِ رمضان کے ختم ہونے کے بعد بھی ہمیں برائیوں سے اجتناب اور نیک اعمال کا سلسلہ باقی رکھنا چاہیے، کیونکہ اسی میں ہماری دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی مضمر ہے۔

نماز ایمان کے بعد دین اسلام کا سب سے اہم اور بنیادی رکن ہے جس کی ادائیگی ہر عاقل وبالغ مسلمان پر فرض ہے۔ لیکن انتہائی تشویش وفکر کی بات ہے کہ مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد اس اہم فریضے سے بے پرواہ ہے۔ رمضان کے مبارک ماہ میں تو نماز کا اہتمام کر لیتے ہیں، مگر رمضان کے بعد پھر کوتاہی اور سستی کرنے لگتے ہیں۔ حالانکہ قرآن وحدیث میں اس فریضے کی بہت زیادہ اہمیت اور تاکید وارد ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر وقت (رمضان اور غیر رمضان) نماز کا پابند بنائے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔'' (النساء:103)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن آدمی کے اعمال میں سب سے پہلے فرض نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر نماز درست ہوئی تو وہ کامیاب وکامران ہوگا اور اگر نماز درست نہ ہوئی تو وہ ناکام اور خسارہ میں ہوگا۔'' (ترمذی)

حضرت عبادہ بن صامت ؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں، جو ان نمازوں کو اس طرح لے کر آئے کہ ان میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کی ہو تو حق تعالیٰ شانہ کا عہد ہے کہ اسے جنت میں ضرور داخل فرمائے گا۔ اور جو شخص ایسا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد اس سے نہیں، چاہے اسے عذاب دے، چاہے جنت میں داخل کردے۔'' (موطا مالک، ابن ماجہ، ابوداود، مسند احمد)

حضرت ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری وصیت یہ ارشاد فرمائی: نماز، نماز (یعنی نماز کا اہتمام کرو)۔ جس وقت آپ ﷺ نے یہ وصیت فرمائی آپ ﷺ کی زبان مبارک سے پورے لفظ نہیں نکل رہے تھے۔ (مسند احمد)

حضرت عمر فاروق ؓ نے اپنے گورنروں کو یہ حکم جاری فرمایا کہ میرے نزدیک تمہارے امور میں سب سے زیادہ اہمیت نماز کی ہے۔ جس نے نماز کی پابندی کرکے اس کی حفاظت کی، اس نے پورے دین کی حفاظت کی اور جس نے نماز کو ضائع کیا، وہ نماز کے علاوہ دین کے دیگر ارکان کو زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔

تلاوتِ قرآن کا روزانہ اہتمام کریں خواہ مقدار میں کم ہی کیوں نہ ہو۔ علمائے کرام کی سرپرستی میں قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کریں۔ قرآن کریم میں وارد احکام ومسائل کو سمجھ کر ان پر عمل کریں اور دوسروں کو پہنچائیں۔ یہ میری، آپ کی اور ہر شخص کی ذمہ داری ہے۔ اگر ہم قرآن کریم کے معنی ومفہوم نہیں سمجھ پا رہے، تب بھی ہمیں تلاوت کرنی چاہیے کیونکہ قرآن کی تلاوت بھی مطلوب ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص ایک حرف قرآن کریم کا پڑھے، اس کے لیے اس حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکی کے برابر ملتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمّ ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف۔'' (ترمذی)

حرام رزق کے تمام وسائل سے بچ کر صرف حلال رزق پر اکتفا کریں، خواہ مقدار میں بظاہر کم ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کل قیامت کے دن کسی انسان کا قدم اللہ تعالیٰ کے سامنے سے ہٹ نہیں سکتا، یہاں تک کہ وہ پانچ سوالوں کے جواب دے دے۔ ان پانچ سوالات میں سے دو سوال مال کے متعلق ہیں کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ صرف حلال وسائل پر ہی اکتفا کرے، جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حرام مال سے جسم کی بڑھوتری نہ کرو، کیونکہ اس سے بہتر آگ ہے۔'' (ترمذی)

اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ انسان جنت میں داخل نہیں ہوگا، جس کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہو، ایسے شخص کا ٹھکانہ جہنم ہے۔'' (مسند احمد)

نیز نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ حرام کھانے، پینے اور حرام پہننے والوں کی دعائیں کہاں سے قبول ہوں۔ (صحیح مسلم)

عصر حاضر میں بعض ناجائز چیزیں مختلف ناموں سے رائج ہوگئی ہے، ان سے بچنا چاہیے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حلال واضح ہے، حرام واضح ہے۔ اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں، جنہیں بہت سارے لوگ نہیں جانتے۔ جس شخص نے شبہ والی چیزوں سے اپنے آپ کو بچالیا اُس نے اپنے دین اور عزت کی حفاظت کی اور جو شخص مشتبہ چیزوں میں پڑے گا، وہ حرام چیزوں میں پڑ جائے گا، اس چرواہے کی طرح جو دوسرے کی چراگاہ کے قریب بکریاں چراتا ہے کیونکہ بہت ممکن ہے کہ چرواہے کی تھوڑی سی غفلت کی وجہ سے وہ بکریاں دوسرے کی چراگاہ سے کچھ کھالیں۔'' (بخاری ومسلم)

ہماری یہ کوشش وفکر ہونی چاہیے کہ ہماری اولاد اہم وضروری مسائل شرعیہ سے واقف ہوکر دنیاوی زندگی گزارے اور اُخروی امتحان میں کامیاب ہوجائے، کیونکہ اُخروی امتحان میں ناکامی کی صورت میں دردناک عذاب ہے، جس کی تلافی مرنے کے بعد ممکن نہیں ہے، مرنے کے بعد آنسو کے سمندر بلکہ خون کے آنسو بہانے سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

یاد رکھیں کہ اگر ہم اُخروی زندگی کو سامنے رکھ کر دنیاوی زندگی گزاریں گے تو ہمارا بچوں کی تعلیم میں مشغول ہونا، ان کی تعلیم پر پیسہ خرچ کرنا اور ہر عمل دنیا وآخرت دونوں جہاں کی کامیابی دلانے والا بنے گا، ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ مغفرت اور رحمت والے مہینے میں کیے گئے ہمارے تمام اعمال صالحہ کو قبول فرمائے اور ہمارے لیے جہنم سے چھٹکارے کا فیصلہ فرمائے۔ (آمین)

اسلام اور نوجوان

حذیفہ محمود

اسلام ایک آفاقی دین ہونے کے ساتھ مکمل ضابطہ حیات بھی ہے۔ یہ دین محض عقائد وعبادات ہی کی طرف ہماری رہنمائی نہیں کرتا بلکہ آگے بڑھ کر ہماری سیاست، معیشت، معاشرت اور معاملات میں بھی ہمیں راہ دکھلاتا ہے۔ چونکہ معاشرہ افراد ہی سے تشکیل پاتا ہے لہٰذا اسلام میں زندگی کے مختلف مراحل کے مسائل و احکام علیحدہ علیحدہ بیان کیے گئے ہیں۔ البتہ انسانی زندگی کے جس حصے کو خصوصیت کے ساتھ قرآن وسنت میں بیان کیا گیا ہے وہ ''جوانی'' کا ہے کیونکہ حیات کے اس گوشے میں قوت وصلاحیت کے ساتھ جفاکشی اور عزائم بھی اپنی بلندی پر ہوتے ہیں۔ ہر شعبے کا بڑا حصہ نوجوانوں ہی سے تشکیل پاتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے احسن القصص سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بیت اللہ کی تعمیر تک، حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت ہو یا اصحاب کہف کی کافر وظالم حکومت سے بیزاری! ان سب سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے کہ نوجوان قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں۔ یہ چاہیں تو قوم کو معاشی استحصال سے بھی نکال سکتے ہیں، لوگوں کی درست دینی رہنمائی بھی کر سکتے ہیں اور معاشرے کا رخ بھی بدل سکتے ہیں۔ شرط صرف اتنی ہے کہ ان کا اپنا رخ اللہ ربّ العزت کی جانب ہو اور اسلامی تعلیمات کو انہوں نے سینے سے لگا رکھا ہو! پھر اسلام نہ صرف ان کو چمکاتا ہے بلکہ ان کی روشنی سے پورے معاشرے کو بھی مستفیض کرتا ہے۔

شومئ قسمت، ہماری نوجوان نسل قرآن وسنت کو اپنی جوانی کے بعد ہی سمجھتی ہے۔ بلاشبہ اُس وقت بھی یہ فائدے سے ہرگز خالی نہیں ہے مگر زندگی کا بہترین حصہ جو قرآن وسنت کی تعلیمات کے بغیر گزر گیا، اس کا ازالہ کائنات کی کوئی چیز نہیں کر سکتی۔ حدیث شریف میں جوانی کی عبادت کو خاص اہمیت دی گئی ہے اور یومِ قیامت نوجوان عبادت گزار کا مقام عرش الٰہی کے سائے تلے بتلایا ہے۔ (صحیح البخاری)

اسی طرح ایک حدیث کے مطابق قیامت کے روز کیے جانے والے سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ ''تم نے اپنی جوانی کہاں گزاری؟'' اور بنی آدم کے قدم اس وقت تک زمین نہیں چھوڑے گی جب تک اس سوال کا جواب نہ دے دیا جائے! (مشکوٰۃ المصابیح)

ہم اسلام میں جوانی کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگا سکتے ہیں کہ خود اسلام ہی کی نشر واشاعت بھی جوانی کے جوش مارتے ہوئے خون سے ہوئی! چنانچہ کہیں تو ناز ونعم میں پلے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اپنا سب کچھ قربان کر کے اسلام کی سربلندی کے لیے اپنی جوانی کو وقف کر دیتے ہیں اور کہیں صہیب رومی رضی اللہ عنہ اپنا کل مال ومتاع چھوڑ کر اسلام کو سینے سے لگاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اسلام کی سربلندی میں یہی سرفروشانِ ملت کبھی تو کفار کے خلاف جنگی میدانوں میں برسرِ پیکار ہیں اور کبھی صلح کی میز پر حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے جوان معاہدۂ امن تحریر کرتے ہیں۔ الغرض اسلام کے گلشن کی آبیاری نوجوانوں ہی نے اپنے خون پسینے سے کی ہے اور راہِ اسلام میں اپنا تن من دھن سب کچھ وار دیا ہے۔ چنانچہ جوں ہی اُمت کے نوجوانوں نے اپنی ترجیحات بدل ڈالیں، اسلامی ترقی وعروج کا نہ تھمنے والا سیلِ رواں یک دم تھم سا گیا اور رفتہ رفتہ نوجوانوں کا یہ قافلہ گدلے پانی کی صورت اختیار کر گیا۔ بقول اقبال:

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

اس ذلت وخواری کی وجہ بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خود ہی بیان کر دی کہ ﴿إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ﴾ (محمد: 7) یعنی اگر تم اپنی طاقت وصلاحیت کو دین کی سربلندی میں صرف کرو گے، قرآن وسنت کی طرف لپک کر آؤ گے، اسے سینے سے لگاؤ گے، تبھی نصرتِ خداوندی کا نزول ہوگا اور تمہارے بگڑے ہوئے کام بننا شروع ہوں گے۔ چنانچہ ہوا بھی کچھ ایسے ہی! ڈیڑھ صدی قبل جب دُنیا مادّی ترقی سے کوسوں دُور تھی، مسلمانوں نے اپنے نوجوانوں کی بدولت نہ صرف دینی ترقی کی بلکہ اس وقت عالم اسلام دنیاوی ترقی میں بھی اپنی مثال آپ تھا! علم طب، کیمیا، فلکیات، تاریخ، معیشت وتجارت اور فنِ تعمیر میں ان کے فن پارے اور نظریات آج کی جدید سائنس کو بھی ورطۂ حیرت میں ڈالے ہوئے ہیں!

آج اسلام ہمارے نوجوانوں سے یہی تقاضا کر رہا ہے: ﴿فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ﴾ (الذریت: 50) یعنی اللہ کی طرف رجوع کرو مگر ہمیں تو اپنے کیریئر کی فکر کھائے جا رہی ہے! ہم پہلے تعلیم مکمل کرتے ہیں، پھر ملازمت اور کاروبار سیٹ کرنے میں انتھک محنت کرتے ہیں، اور اس کے بعد پُرتعیش زندگی کی تلاش میں لگ جاتے ہیں۔ یوں ہم اپنی زندگی کا بہترین حصہ ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ بالآخر ''نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم'' کا مصداق بن کر بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھتے ہیں اور اپنی جوانی کے اوقات وطاقت کے ضیاع پر کفِ افسوس ملتے رہتے ہیں! کیا صحابہ کرامؓ کو اپنے کیریئر کی فکر دامن گیر تھی؟ کیا اُن کے بچے، گھر بار نہیں تھا؟ یقیناً سب کچھ تھا! مگر اُن کے گھروں اور زندگی میں دینِ اسلام موجود تھا، جو ان کی ترقی کا بھی ضامن تھا۔

آج اُمتِ مسلمہ جس کسمپرسی کے دور سے گزر رہی ہے، وہ سب کے سامنے ہے۔ قرآن وسنت کے وعدے ہرگز نہیں بدلے! دینِ اسلام آج بھی اُمتِ مسلمہ کے نوجوانوں کی طرف اپنی بانہیں پھیلائے کھڑا ہے کہ کوئی آئے اور مجھے اپنے سینے سے لگائے! میں اس کی دنیا وآخرت بنا دوں گا! تو ہے کوئی اپنا حقیقی کیریئر بنانے والا؟

❀❀❀

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْن

☆ تنظیم اسلامی ملتان کینٹ کے نقیب جناب محمد آصف کی والدہ محترمہ جو کہ رفیقہ تنظیم اسلامی بھی تھیں، وفات پا گئیں۔ برائے تعزیت: 0305-7894803

☆ حلقہ بہاولنگر، چشتیاں کے مبتدی جناب رفیق محترم ملک عبدالرشید کی بیٹی وفات پا گئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمَا وَارْحَمْھُمَا وَاَدْخِلْھُمَا فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

دینی علم کی اہمیت، فضیلت اور ضرورت

عاطف محمود

(انجمن ہائے خدام القرآن اور مرکزی تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام رجوع القرآن کورسز کی اہمیت کے تناظر میں)

اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کو جب تخلیق کیا تو پہلے ان کا خاکی وجود بنایا۔ پھر اس کے بعد ان میں اپنی روح میں سے پھونکا اور فرشتوں سے فرمایا کہ میں آدم کو زمین میں خلافت دینے والا ہوں۔ جس پر فرشتوں نے کہا کہ ہم آپ کی تسبیح وتقدیس بیان کرنے والے ہیں۔ گویا وہ کہنا چاہتے تھے کہ جس مقصد کے لیے آپ نے آدم کو پیدا کیا ہے وہ مقصد تو ہم پورا کر ہی رہے ہیں۔ لیکن اللہ رب العزت نے جواب دیا کہ میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ پھر اللہ رب العزت نے آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام بتادیے اور فرشتوں سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ تب اللہ کے حکم پر حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام اشیاء کے نام فرشتوں کو بتادیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں، اس حکم کو سنتے ہی تمام فرشتے سجدے میں گر گئے لیکن ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کردیا اور راندۂ درگاہ ہوا۔ اس واقعہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت تمام فرشتوں پر ثابت ہوتی ہے اور اس کی ایک اہم وجہ جو قرآن حکیم سے معلوم ہوتی ہے وہ علم میں فرشتوں سے برتر ہونا ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴾ (البقرۃ:33)

''اللہ تعالیٰ نے کہا اے آدمؑ! تم ان کو ان چیزوں کے نام بتادو چنانچہ جب اس نے ان کے نام ان کو بتادیے تو اللہ نے (فرشتوں سے) کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کے بھید جانتا ہوں؟ اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو مجھے اس سب کا علم ہے۔''

ان آیات کی تفسیر میں مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ہر ایک چیز کا نام مع اس کی حقیقت اور خاصیت کے اور نفع اور نقصان کے تعلیم فرمادیا اور یہ علم ان کے دل میں بلاواسطہ القاء کردیا کیونکہ بدون اس کمال علمی کے خلافت اور دنیا پر حکومت کیونکر ممکن ہے اس کے بعد ملائکہ کو اس حکمت پر مطلع کرنے کی وجہ سے ملائکہ سے امور مذکورہ کا سوال کیا گیا اگر تم اپنی اس بات میں کہ تم کار خلافت انجام دے سکتے ہو، سچے ہو تو ان چیزوں کے نام و احوال بتاؤ لیکن انہوں نے اپنے عجز وقصور کا اقرار کیا اور خوب سمجھ سے کہ بدون اس علم عام کے کوئی کار خلافت زمین میں نہیں کرسکتا اور اس علم عام سے قدر قلیل ہم کو اگر حاصل ہوا بھی تو اتنی بات سے ہم قابل خلافت نہیں ہوسکتے۔ یہ سمجھ کر کہہ اٹھے کہ تیرے علم وحکمت کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام سے جو تمام اشیائے عالم کی نسبت سوال ہوا تو فرفر سب امور ملائکہ کو بتادیے کہ وہ سب بھی دنگ رہ گئے، اور حضرت علیہ السلام آدم کے احاطہ علمی پر اش اش کر اٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ کہو ہم نہ کہتے تھے کہ ہم جملہ مخفی امور آسمان وزمین کے جاننے والے ہیں اور تمہارے دل میں جو باتیں مکنون (چھپی ہوئی) ہیں وہ بھی سب ہم کو معلوم ہیں۔

فائدہ۔ اس سے علم کی فضیلت عبادت پر ثابت ہوئی۔ دیکھئے عبادت میں ملائکہ اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ معصوم، مگر علم میں چونکہ انسان سے کم ہیں اس لیے مرتبۂ خلافت انسان ہی کو عطا ہوا اور ملائکہ نے بھی اس کو تسلیم کرلیا اور ہونا بھی یوں ہی چاہیے کیونکہ عبادت تو خاصۂ مخلوقات ہے اللہ کی صفت نہیں، البتہ علم اللہ تعالیٰ کی صفت اعلیٰ ہے اس لیے قابل خلافت یہی ہوئے کیونکہ ہر خلیفہ میں اپنے مستخلف عنہ کا کمال ہونا ضروری ہے۔''

درج بالا تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ زمین میں خلافت کے لیے سب سے اہم اور ضروری چیز علم ہے۔ اسی طرح قرآن حکیم کی کئی آیات سے علم کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ المجادلۃ میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ﴾ (المجادلۃ:11)

''اللہ بلند فرمادے گا ان لوگوں کے درجات جو تم میں سے واقعی ایمان والے ہیں اور جن کو حقیقی علم عطا ہوا ہے۔''

اسی طرح اللہ رب العزت سورۃ الزمر کی میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴾ (الزمر:9)

''اے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجیے کہ کیا برابر ہوسکتے ہیں وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے؟ حقیقی نصیحت اور سبق تو وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو عقل مند ہیں۔''

یہ بات ہم جانتے ہیں کہ قرآن حکیم کے ایک حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں ملتی ہیں لیکن یہ بات شاید ہم سے اکثر نہ جانتے ہوں کہ قرآن حکیم کی ایک آیت کو سمجھ لینا سو رکعت نفل پڑھنے سے افضل ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((يَا أَبَا ذَرٍّ، لَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللهِ، خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ)) (سنن ابن ماجۃ)

''اے ابوذر! قرآن مجید کی ایک آیت کو سیکھنے کے لیے نکلنا تمہارے لیے سو رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔''

اسی طرح ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((فقیہ واحد أشد علی الشیطان من ألف عابد)) (سنن ترمذی)

"ایک سمجھ بوجھ رکھنے والا عالم، شیطان پر ایک ہزار عبادات گزاروں کے مقابلے میں بھاری ہے۔"

مراد یہ ہے کہ ایک عالم کیونکہ دین کا صحیح علم وشعور رکھتا ہے لہٰذا وہ شیطان کے حملوں کا شکار آسانی سے نہیں ہوسکتا جبکہ ایک عبادت گزار صرف اپنی عبادات کو صحیح جانتا ہے اور دین کا علم گہرائی کے ساتھ نہیں جانتا لہٰذا وہ شیطان کے حملوں کا زیادہ شکار ہوسکتا ہے۔

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((طلب العلم فریضة علی کل مسلم))

(سنن ابن ماجہ)

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علم حاصل کرنا فرض ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس سے کونسا علم مراد ہے؟ اور کتنا علم مراد ہے؟ کیونکہ علم کی تو کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔ علماء اس کا خلاصہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ علم جو زندگی گزارنے کے لیے ناگزیر ہے اتنا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ اس کا تعلق دنیاوی امور سے ہو یا اس کا تعلق دینی امور سے ہو۔ اور ہر وہ کام جو کسی پر فرض ہو تو اس کا علم حاصل کرنا بھی فرض ہو جاتا ہے کیونکہ بغیر صحیح علم کے وہ کام درست سرانجام نہیں دیا جاسکتا، لہٰذا جس پر نماز فرض ہے تو اس پر اس کا اتنا علم حاصل کرنا بھی فرض ہے کہ جس کے ذریعے سے وہ اپنی نماز کو درست طور پر ادا کرسکے۔ یہ صرف ایک مثال سمجھانے کے لیے دی گئی ہے۔ اب تمام معاملات دینیہ اور دنیویہ کو اس کے ذریعے سے سمجھ لینا آسان ہوگا کہ ہر وہ کام جو کسی پر فرض ہے تو اس کا علم حاصل کرنا بھی اس پر فرض ہونا چاہیے، خواہ وہ عقائد ہوں یا عبادات معاملات ہوں یا دنیاوی امور سے متعلق کوئی کام ہو۔

قرآن حکیم اور احادیث نبویہ میں علم کی جو فضیلت اور اہمیت وارد ہوئی ہے اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہوسکتی کہ بہرحال اس سے اصلاً قرآن وسنت کا علم مراد ہے۔ اللہ رب العزت نے سورۃ الرحمٰن کی ابتدائی چار آیات میں چوٹی کی چار چیزوں کا تذکرہ کچھ اس طرح سے کیا ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝﴾ (الرحمٰن: 1 تا 4)

"وہ رحمٰن ہی ہے جس نے قرآن مجید کی تعلیم دی۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا۔ اسی نے اس کو بیان کرنا سکھلایا۔"

ڈاکٹر اسرار احمدؒ ان آیات کی تشریح میں فرمایا کرتے تھے کہ اللہ رب العزت نے ان چار آیات میں چوٹی کی چار چیزوں کا تذکرہ کیا ہے۔ سب سے پہلے اللہ رب العزت کے صفاتی ناموں میں سے چوٹی کا نام الرحمٰن کا تذکرہ کیا کیونکہ جملہ مخلوقات اللہ کی صفت رحمت کی سب سے زیادہ محتاج ہے۔ اسی طرح علوم میں سب سے چوٹی کا علم قرآن حکیم کا ہے چنانچہ اس کا ذکر کیا پھر اللہ رب العزت کی بے شمار مخلوقات میں سے چوٹی کی مخلوق یعنی انسان کا تذکرہ کیا۔ مزید یہ کہ انسان کے اندر کئی صلاحیتیں ہیں لیکن ان میں اس کی اہم ترین صلاحیت جو اسے دیگر مخلوقات سے ممیز کرتی ہے یعنی اس کے بولنے کی صلاحیت کا تذکرہ کیا۔ ڈاکٹر صاحبؒ ان آیات کے بعد ایک حدیث بیان فرماتے تھے:

((خیر کم من تعلم القرآن وعلمه)) (بخاری)

"تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن حکیم سیکھے اور اسے دوسروں کو سکھائے۔" پھر ڈاکٹر صاحب اس کا نتیجہ یہ بیان فرماتے تھے کہ اللہ رب العزت نے یہ انسان کو جو قوت گویائی دی ہے اس کے کئی استعمالات ہو سکتے ہیں، اچھے بھی اور برے بھی۔ لیکن اس کا سب سے اعلیٰ مصرف یہ ہے کہ اسے اللہ رب العزت کے کلام یعنی قرآن حکیم کو سمجھنے اور سمجھانے، سیکھنے اور سکھانے، پڑھنے اور پڑھانے کے لیے استعمال کیا جائے۔

ڈاکٹر صاحبؒ اس امت کے زوال اور اس کی زبوں حالی کا تجزیہ کرتے ہوئے اس کا نتیجہ بھی یہی بیان فرماتے تھے کہ امت مسلمہ کا تعلق بحیثیت مجموعی اس قرآن حکیم سے کمزور پڑ گیا ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اس تعلق کو مضبوط کیا جائے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے اس کے لیے دو کام کیے۔ ایک عوامی دروس قرآن کا اہتمام فرمایا دوسرا ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس کا آغاز فرمایا۔ حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر مسلمان کو اپنی بنیادی دینی ودنیوی زندگی گزارنے کے لیے بنیادی علم کا حصول ناگزیر بلکہ فرض عین ہے۔ اسی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس کی داغ بیل ڈالی۔ کہ جس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ایسے حضرات وخواتین جو کسی حد تک عصری تعلیم حاصل کر چکے ہوں انہیں عربی زبان کے بنیادی قواعد اور ان بنیادی علوم سے آراستہ کر دیا جائے جو قرآن حکیم کو سمجھ کر پڑھنے اور فہم دین کے حصول کے لیے ضروری ہیں تاکہ یہ حضرات وخواتین اپنی اور معاشرے کی اصلاح کے لیے داعیانہ کردار ادا کرسکیں۔ اس کورس کے تحت عربی گرامر، ناظرہ قرآن حکیم وتجوید، مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب، بیان القرآن، حدیث وسنت، سیرت النبی ﷺ عقیدہ وفقہ اور سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا مطالعہ کروایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ دنیاوی علوم اور زبانیں سیکھنے کے لیے ہم میں سے اکثریت زندگی کا بڑا حصہ لگا دیتی ہے اور جس سے کوئی بڑا مقصد حاصل نہیں ہوتا سوائے یہ کہ زندگی گزارنے اور اسے بنانے اور سنوارنے کا موقع حاصل ہوتا ہے، جبکہ ایک مسلمان کا اصل اور حقیقی مسئلہ دنیا نہیں بلکہ آخرت کی زندگی کا ہے۔ چنانچہ ہمیں اب اللہ رب العزت کے کلام کی زبان سیکھنے اور دینی علوم کو حاصل کرنے کے لیے بھی اپنی زندگی میں سے کچھ حصہ ضرور نکالنا چاہیے تاکہ کل قیامت کے دن اللہ رب العزت کے حضور جب حاضر ہوں تو شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

ان شاء اللہ العزیز رجوع الی القرآن کورس رمضان المبارک کے بعد شروع ہونے جا رہا ہے۔ تمام حضرات وخواتین (بالخصوص اعلیٰ تعلیم یافتہ) کو اس حوالے سے منصوبہ بندی کرنی چاہیے اور اس کورس کے لیے وقت نکال کر اس میں شرکت ضرور کرنی چاہیے۔ اللہ رب العزت ہمیں اس عظیم کام کو کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی جانب سے خاص فضل وعنایت اور آسانی کا معاملہ فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)

اخبارِ اسلام

غزہ، اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- قابض صہیونی اسرائیلی بمباری میں حماس کے رہنما صلاح البردویل اور ان کی اہلیہ شہید ہوگئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ بمباری کا ہدف جنوبی غزہ کے شہر خان یونس کے مغرب میں قائم بے گھر افراد کے خیمے تھے۔
- اردن، شام سرحد سے محض 2 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع درعا کے سرحدی گاؤں ویا میں آزادی کے متوالے مسلح اہلِ شام اور قابض صہیونی افواج کے درمیان شدید جھڑپوں کے نتیجے میں قابض فوج پسپا ہونے پر مجبور ہوگئی۔ اس معرکے میں سات نہتے شہری شہید ہوگئے۔
- 22 مارچ 2025ء کو فلسطینی مزاحمت کے روحِ رواں شیخ احمد یاسین کی شہادت کو 21 سال مکمل ہوگئے۔ 22 مارچ 2004ء کو اسرائیل نے اُنہیں نمازِ فجر کے بعد میزائل حملے میں شہید کردیا تھا۔ وہ 1936ء میں گاؤں ''الجورہ'' (موجودہ عسقلان، فلسطین) میں پیدا ہوئے اور 1948ء میں غزہ ہجرت پر مجبور ہوئے۔ غربت اور مشکلات کے باوجود اُنہوں نے علم و دعوت کا راستہ اپنایا اور عربی و اسلامی علوم میں مہارت حاصل کی۔ ابتدا میں وہ دعوت و فلاحی سرگرمیوں میں مشغول رہے، مگر فلسطینی عوام کی حالتِ زار اور اسرائیلی قبضے کے بڑھتے ہوئے مظالم نے اُنہیں مسلح جدوجہد کی طرف مائل کیا۔ 1987ء میں ''حرکت المقاوم ال اسلامیہ (حماس)'' کی بنیاد رکھی، جو فلسطینی آزادی کی جدوجہد میں اہم موثر ثابت ہوئی۔ 1989ء میں اُنہیں عمر قید کی سزا سنائی گئی، تاہم 1997ء میں اردن اور اسرائیل کے درمیان قیدیوں کے تبادلے کے تحت رہائی ملی۔ قید و بند کی سختیوں اور اسرائیلی جیلوں میں ناقص طبی سہولیات کے باعث ان کی صحت شدید متاثر ہوئی۔ اُن کی شہادت فلسطینی عوام کے لیے بڑا صدمہ تھی، مگر ان کا نظریہ اور جدوجہد آج بھی فلسطینی تحریکِ مزاحمت کا حصہ ہے۔
- ناجائز صہیونی ریاست امریکی سرپرستی اور عالمی برادری کی خاموشی میں غزہ کی زندگی تباہ کر رہی ہے اور طے شدہ معاہدے سے منحرف ہو رہی ہے۔ غزہ نسل کشی، محاصرے اور بھوک جیسے مظالم کا سامنا کر رہا ہے، جہاں نہ رمضان المبارک کا احترام کیا گیا اور نہ ہی عالمی قوانین اور انسانی معاہدوں کی پاسداری کی گئی۔ قابض صہیونی فوج نے اعلان کیا ہے کہ وہ غزہ کے نتساریم کوریڈور پر اپنی موجودگی کو مزید وسعت دے گی اور جنوبی غزہ میں اپنی فورسز کو تعینات کرے گی۔ فوج کے مطابق، غولانی بریگیڈ کی یونٹیں جنوبی غزہ میں مستقل موجود رہیں گی اور کسی بھی وقت کارروائی کے لیے تیار ہوں گی۔
- جی سی یو فلسطین سوسائٹی اور فرینڈز آف فلسطین پاکستان کے باہمی اشتراک سے گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور میں نئی نسل کو مسئلہ فلسطین سے آگاہ کرنے اور فلسطینی عوام کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کرنے کے لیے ایک خصوصی تصویری نمائش کا انعقاد کیا گیا، جس میں فلسطین کی تاریخ اور غزہ میں جاری انسانی بحران کو اجاگر کیا گیا۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **ترکیہ: میئر استنبول برطرف، جیل منتقل گرفتاری کیخلاف مظاہرے:** صدر طیب اردگان کے حریف میئر استنبول اکرم اوگلو کی گرفتاری کے خلاف ہونے والے احتجاج کا سلسلہ استنبول سے ترکی کے 55 سے زائد صوبوں تک پھیل چکا ہے، جہاں مظاہرین اور پولیس کے درمیان شدید جھڑپیں ہوتی رہیں جبکہ 53 سالہ اکرم امام اوغلو کو حزب اختلاف جماعت سی ایچ پی نے 2028ء کے صدارتی انتخابات کے لئے امیدوار نامزد کردیا ہے۔ وہ ترکی کے واحد سیاستدان سمجھے جاتے ہیں جو انتخابات میں اردگان کو شکست دے سکتے ہیں۔ ان کی گرفتاری کو سیاسی انتقام اور اردگان کے اقتدار کو مستحکم کرنے کی کوشش قرار دیا جا رہا ہے۔ واضح رہے کہ میئر استنبول کو مبینہ بدعنوانی اور دہشت گردی کے الزامات میں حراست میں لیا گیا تھا۔
- **شام: روسی صدر سے درخواست، بشار الاسد کو حوالے کریں:** صدر احمد الشرع نے روسی صدر ولادیمیر پیوٹن سے بشار الاسد اور اُس کی لوٹی رقوم کی حوالگی کی سرکاری طور پر درخواست کردی کیونکہ شفاف انصاف اور قانونی کارروائی کے لیے ضروری ہے کہ بشار الاسد عدالت میں حاضر ہوں اور اپنا دفاع کریں۔
- **ایران: خلیجی جزائر پر نئے میزائل سسٹم نصب کردیئے:** پاسدارانِ انقلاب نے اہم سمندری راستے آبنائے ہرمز کے قریب 3 جزیروں طنب البر، طنب الصغر اور ابوموسیٰ پر نئے میزائل سسٹم نصب کردیئے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ اقدام ایسے وقت پر اٹھایا ہے جب ایران امریکی صدر کی جانب سے ملنے والے دھمکی آمیز خط کا جواب دینے کی تیاری کر رہا ہے۔ ادھر دارالحکومت تہران میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے سپریم لیڈر آیت اللہ علی خامنہ ای نے کہا ہے کہ امریکیوں کو جان لینا چاہیے کہ ایران کو دھمکیاں دے کر وہ کچھ حاصل نہیں کرسکیں گے۔ امریکا نے ایران کے خلاف کوئی حماقت کی تو اُسے منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔
- **بھارت: نماز پڑھنے والا طالب علم گرفتار:** ریاست اتر پردیش کے شہر میرٹھ کی ایک یونیورسٹی کی انتظامیہ نے کیمپس میں نماز ادا کرنے پر طالب علم خالد دھان کو گرفتار کر کے جیل بھجوادیا۔ خالد دھان کی غیر قانونی حراست کے خلاف 400 سے زائد طلبہ نے یونیورسٹی میں احتجاجی مظاہرہ کیا جس میں طالب علم کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا۔
- **نائیجر: شدت پسندوں کا مسجد پر حملہ:** حکومت نے ملک کے جنوب مغرب میں شدت پسند تنظیم دولت اسلامیہ ان گریٹر صحارا (آئی ایس جی ایس) سے تعلق رکھنے والے دہشت گردوں کے ہاتھوں 44 شہریوں کی شہادت کے بعد 3 روزہ سوگ کا اعلان کیا۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

What Made the Sahabah Unstoppable?

Imagine a warrior—unyielding, unshaken, standing firm against his enemies. Now, imagine the same man, with his brothers—gentle, kind, full of love.

This is the contrast Allah paints of the Prophet ﷺ and his companions in Surah Al-Fath [48:29].

> "Muhammad is the Messenger of Allah. And those with him are firm against disbelievers, merciful among themselves."

These men struck fear into their enemies yet spent their nights in prayer, humbled before their Lord. They did not fight for power or revenge but sought Allah's approval and the preservation of truth. Like a small seed that grows into a strong tree, their faith took root and flourished. Their enemies resented it, but Allah had already promised them victory.

This balance was not just a personal virtue—it was the foundation of their mission. Their strength ensured the survival of Islam, their mercy built a lasting community and their efforts to enforce Islam as a system of life (a complete code of life – i.e., Khilafah).

That mission did not end with them; it now rests in our hands.

If we want to see this Ummah thrive, we must revive this balance—unwavering in faith while treating each other with love and kindness. The companions were not just followers; they were part of something greater. So are we, at least potentially!

Courtesy: https://explore.bayyinahtv.com/

زیر اہتمام: مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ
تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔ (حدیث نبوی ﷺ)

بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

جامعہ کلیۃ القرآن لاہور (قرآن کالج)

وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے الحاق شدہ

داخلے جاری ہیں

مڈل پاس طلبہ کیلئے
2 سالہ اولیٰ مع میٹرک

درس نظامی (درجہ اولیٰ تا دورہ حدیث) مع میٹرک،
ایف اے، بی اے، ایم اے اور بی ایس پروگرامز

خصوصیات:

- دینی وعصری علوم کا حسین امتزاج
- تجوید پر خاص توجہ
- بہترین قیام وطعام
- عربی تحریر وتکلم پر خصوصی توجہ
- باصلاحیت، قابل اور محنتی اساتذہ کی نگرانی
- ذہین طلبہ وعمدہ کارکردگی دکھانے والے طلبہ کے لیے وظائف
- تربیتی حوالے سے خصوصی پروگرامز
- دینی ماحول میں اعلیٰ تعلیمی معیار
- رہائشی طلبہ کیلئے فری لانڈری کی سہولت

ضروری کوائف برائے داخلہ:

- اولیٰ ومیٹرک کے لیے مڈل پاس سرٹیفکیٹ
- 4 عدد حالیہ تصاویر
- والد کے شناختی کارڈ کی کاپی
- "ب" فارم/ شناختی کارڈ کی کاپی
- داخلے کے لیے سرپرست/ والد کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔

برائے معلومات:
دفتری اوقات کے دوران: 042-35833637
دفتری اوقات کے بعد: 0302-4471171 / 0301-4882395

191-اے، اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

المعلن: مہتمم: حافظ عاطف وحید — پرنسپل: مظفر حسین ہاشمی

Vol: 34 Regd. No. C.P.L NO.114 No.13

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore